Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز
(قادیان)

(یعنی)

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

علی محمد بی۔اے۔بی ٹی

بابت ماہ رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۴ء

ماہ وفا ۱۳۲۳ ش

جلد ۴۳ عدد ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام الامام امام الکلام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام

خاکسار نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عریضہ گذرانا، کہ حضور اگر اپنا تازہ کلام ریویو کی ظاہری و باطنی خوبصورتی کو زیادہ کرنے کیلئے ارسال فرمادیں تو ذرہ نوازی ہوگی۔ اس پر حضور نے فرمایا" دو قطعات بھجوا رہا ہوں"۔ جو زیر عنوان" کلام الامام امام الکلام" بصد شوق رسالہ میں درج کرنیکا فخر حاصل کرتا ہوں۔ یہ عنوان پرانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کبھی اخبار بدر کی زینت ہوا کرتا تھا

(ایڈیٹر)

زمانہ حال کے مُسلِم

(قطعہ (۱))

گُل ہیں، پر اُن میں پہلی سی اب بُو نہیں رہی
صُوفی تو مِل ہی جاتے ہیں، پر ہُو نہیں رہی
مغرب کا ہے بچھونا، تو مغرب کا اوڑھنا
اسلام کی تو کوئی بھی اب خُو نہیں رہی

(قطعہ ۲)

اِس زمانے میں اماموں کی بڑی کثرت ہے
مقتدی ملتے نہیں، اُن کی بڑی قِلّت ہے
اِس پہ یہ اور ہے آفت، کہ ہیں باغی پَیرو
اور لیڈر کو جو دیکھو، وہ کم ہمّت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

(ماہنامہ اُردو)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہِ رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ماہِ جولائی ۱۹۴۴ء | عدد ۷

فہرستِ مضامین

موعودِ اقوام اور اُس کا مقام — صفحہ ۲ — ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بطلِ اسلام کی حیثیت میں — صفحہ ۱۱ — از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل

واقعہ صلیب اناجیلِ مروّجہ کی روشنی میں ایک نظر — صفحہ ۲۹ — از جناب مبارک احمد خان صاحب ایمن آبادی

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موعودِ اقوام اور اس کا مقام

یہ عجیب بات ہے کہ دُنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کی کتبِ مقدسہ میں بعض پیشگوئیاں آخری زمانے کے ایک مصلح کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ تقریبًا ہر ایک مذہب کے بانی نے اپنے بعد آنیوالے ایک ایسے ریفارمر کا ذکر کیا ہے۔ جو آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا، اور جس کے متعلق ایک عظیم الشان اصلاح کا کام بتلایا گیا ہے۔ ہر ایک مذہب بعد میں اپنی تعلیمات کے لحاظ سے بگڑ کر خواہ کچھ کا کچھ بن گیا ہو، لیکن ایسی پیشگوئی یا پیشگوئیاں جو آخری زمانے کے مصلح کے متعلق کی گئی تھیں، اللہ تعالےٰ کی مشیت نے اُن کو اب تک برقرار رکھا ہے۔ اور وہ کم و بیش اپنی اصلی شکل میں ضرور اُن کتبِ مقدسہ میں پائی جاتی ہیں۔

اسلام کے علاوہ عیسائیت، یہودیت، ہندو مذہب، بُدھ دھرم اور پارسی کتب میں اس قسم کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں، کہ آخری زمانے میں ایک کلنکی اوتار، ایک بدھ، مہدی یا مسیح آنیوالا ہے۔ اور اصلاحِ مفاسد کا وہ عظیم الشان کام جو اس کے ہاتھ پر سرانجام پانے والا ہے۔ اس کی اِن کتب میں صاف صاف خبر دی گئی ہے۔ اور بعض کتب میں تو اس کے آنے کا زمانہ بلکہ سن تک بھی بتایا گیا ہے۔ اور ایسی ایسی عجیب نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ کہ ان کو دیکھ کر اور پڑھ کر حیرت آتی ہے، کہ اِن بانیانِ مذاہب نے اپنے کشوف کیسے صاف صاف بیان کئے ہیں۔ اور چونکہ وہ علامات آج ہمارے زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ اس لئے ان تمام کشوف کو جو ان بزرگوں نے بیان کئے ہیں صحیح اور درست ماننے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

نیز آخری زمانے کے فسادات اور خرابیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر حدِ انتہا کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اپنی شدت کے لحاظ سے اس قدر زیادہ اور خطرناک نظر آتی ہیں، کہ ہر ایک نبی اپنی اُمت کو ان فتنوں سے ڈراتا اور اُن سے بچنے کی تلقین کرتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ بھاگوت گیتا میں جو ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب ہے لکھا ہے۔ کہ:۔

"کلجگ میں لوگ سچائی اور دہرم چھوڑنے کی وجہ سے کمزور ہوں گے اور عمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم ہوگی ۔ اور کرم دہرم سب چھوٹ جائیں گے ۔ اور لوگ تھوڑی عمر ہونے پر بھی آپسمیں فساد اور جھگڑا کریں گے ۔ اور اپنا دہرم چھوڑ کر جھوٹی سوگند (قسم) اور جھوٹی گواہی پیسے کی خاطر دیں گے ۔ پاپ اور پن کا خیال اور نیک و بد کی پہچان جاتی رہیگی ۔۔۔۔ بادشاہ چوروں سے بلکر رعیت کا مال و زر چھین لیا کریں گے ۔۔۔۔ اور کلجگ میں تین حصے پاپ اور ایک حصہ پن رہ جاتا ہے ۔ اس لئے کلجگ میں تھوڑا اساداں دوریجاتی رہ جاتی ہے ۔ مگر اخیر میں وہ بھی چھوڑ دیں گے ۔"

اور عیسائیوں کی کتب میں لکھا ہے ۔ کہ :-

"لیکن یہ جان رکھ کہ اخیر زمانے میں بُرے دن آئیں گے ۔ کیونکہ آدمی خود غرض ، زردوست ، شیخی باز ، مغرور ، بدگو ، ماں باپ کے نافرمان ، ناشکر ، ناپاک ، طبعی محبت سے خالی ، سنگدل ، تہمت لگانیوالے ، بے ضبط ، تندمزاج ، نیکی کے دشمن ، دغاباز ، ڈھیٹ ، گھمنڈ کرنیوالے ، خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے ، وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے ، مگر اس کے اثر کو قبول نہ کرینگے ۔"

(موعود اقوام عالم مؤلفہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر)

اور حدیث شریف میں آتا ہے ۔۔۔۔ یاتی علی الاسلام زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن الا رسمہٗ ۔ مساجدھم عامرۃ وھی خرابٌ من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء ومن عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود ۔" (مشکوٰۃ ۔ کتاب العلم صـ۲۸ مطبع احمدی)

یعنی لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن شریف صرف رسم کے طور پر رہ جائے گا ۔ مسجدیں ان کی بظاہر آباد ہوں گی ، مگر ہدایت سے خالی ہوں گی ۔ ان کے علماء بدترین خلائق ہوں گے ۔ اُن ہی میں سے فتنے نکلیں گے اور اُنہی میں لوٹ کر جائیں گے ۔

اور پھر لکھا ہے کہ آخر زمانے میں عابد جاہل ہوں گے ، قاری لوگ فاسق ہوں گے ۔ گانے والیاں ظاہر ہوں ، باجے بجیں ، پچھلی امت اگلی اُمت پر لعنت کرے گی ۔۔۔۔ عالم اسلئے علم سیکھیں گے کہ روپیہ پیسہ پیدا کریں ۔ قرآن کو تجارت ٹھہرا دیں گے ۔۔۔۔ ان کی پونجی ان کا شر ہوگا ۔ ان کا قبلہ ان کی عورتیں ہوں گی ، خطباء بہت ہوں گے ، امر معروف کم ہوگا ، قرآن کو مطلّے یعنی آراستہ کریں گے ، مسجدوں میں نقش و نگار کریں گے ، عورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شوہر کی تجارت میں شریک ہوگی، مرد عورتوں کی شکل بنائیں گے، عورتیں مرد کی ہم شکل بنیں گی، ظلم کو فخر جانیں گے، طبلے، باجے، مزامیر بجائیں گے۔"

اور حضرت بابا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"ایسا ظلم وستم کا زمانہ آنیوالا ہے کہ ہندو مسلمان سب اپنے اپنے دھرم دین کو چھوڑ دیں گے، سب ایک ہی رنگ میں رنگین ہوں گے۔ اخلاق بھی بگڑ جائیں گے۔ نانک یہ سب خدا کی باتیں ہیں جو پوری ہو کر رہیں گی۔"

(حوالہ جات از "موعود اقوام عالم" مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر)

ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ذات، صفات اور دین کا کچھ بھی اثر باقی نہیں رہے گا۔ ظاہر میں دین کی ایک صورت نظر آئے گی لیکن دلوں میں ایمان نہ ہوگا۔ زر و مال کی محبت دُنیا کے لالچ اور نفسانی خواہشات کو ہی لوگ اپنا معبود اور مقصود قرار دے لیں گے۔ اخلاق کی پستی اپنی انتہا کو پہنچ جاوے گی۔ اور روحانیت کا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ ایمان ثریا پر چلا جائیگا۔ لوگ قرآن پڑھیں گے، مگر وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یعنی دلوں پر قرآن کی حکومت نہیں ہوگی۔ جو کچھ لوگ کریں گے، دُنیا داری اور جاہ طلبی کے لئے کریں گے

اب ظاہر ہے، کہ آخری زمانہ میں جب فسادات اپنے کمال کو پہنچ چکے ہوں گے اور بدی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہوگی، تو ایسے مفاسد کی اصلاح کے لئے جو شخص مامور کیا جائے گا وہ بھی نہایت ہی مہتم بالشان انسان ہوگا۔ نہ کہ کوئی معمولی مصلح اور ریفارمر۔ کام جتنا عظیم الشان مشکل اور اہم ہوتا ہے اس کو سرانجام دینے کے لئے جو شخص مقرر کیا جاتا ہے وہ بھی بہت بڑی شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔ اولوالعزمی عالی ہمتی، استقلال، دلیری اور جرأت ایسی صفات کا اس میں ہونا ضروری ہے۔ تب جا کر وہ کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ وائسرائے کے عہدے کو سنبھالنے کے لئے بہت بڑی شخصیت کی ضرورت ہے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر کا کام سرانجام دینے کے لئے ہر ایک شخص جس نے آئی۔ سی۔ ایس کا امتحان پاس کر لیا ہو منتخب کیا اور لگایا جا سکتا ہے۔ پس آخری زمانہ کی اصلاح فسادات کے لئے جس مصلح کے آنے کی خبر تمام مذاہب میں دی گئی ہے، وہ مصلح اپنے کام کی نسبت کے لحاظ سے ایک عظیم الشان شخصیت کا مالک ہوگا، جتنا اہم اس کا کام ہے، اسی قدر اعلیٰ اس کا مقام ہے۔ اور اُدھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی کل رأس مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ اس امت کی اصلاح مفاسد کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدّد بھیج دیا کریگا۔ جو دین کی تجدید اور اصلاح کر دیا کرے گا۔ اور جو کمزوریاں یا غلطیاں امّت محمّدیہ میں پیدا ہوا کریں گی۔ ان کی وہ اصلاح کر دیا کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں تیرہ سو سال کے اندر ہر صدی کے سر پر مجدّد آتے رہے ہیں اور جس قسم کا نقص اور فساد دین متین میں پیدا ہو جاتا رہا ہے۔ اس کی اصلاح مجدّدین کر دیتے رہے ہیں۔ زمانۂ نبوّت کے قریب کی صدیوں میں جب مفاسد معمولی تھے اور عقائد میں زیادہ فتور نہیں آیا تھا۔ صرف اعمال میں نقائص پیدا ہو گئے تھے۔ تو اُمّت محمّدیہ کے مجدّد بھی بہت بڑے دعووں کے ساتھ نہیں آئے۔ لیکن جوں جوں زمانہ زیادہ گذرتا گیا اور نورِ نبوّت بوجہ بُعد کے کم ہوتا گیا۔ اور مفاسد شدّت اختیار کرتے گئے۔ تو مجدّدین بھی اپنے کام کی نوعیّت کے لحاظ سے اعلیٰ روحانی مقامات کے وارث آنے شروع ہوئے۔ چنانچہ حضرت سیّد عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے پیشرو مجدّدین کے مقابلے میں بہت ہی ارفع شان رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ یعنی مجھ سے پہلے جس قدر اولیاء اللہ گذر چکے ہیں۔ میرا مقام ان سب سے بڑھ کر ہے۔ حضرت سیّد عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے مجدّد اعظم ہیں۔

اور حضرت معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جو ساتویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

دم بدم رُوح القدس اندر معینے مے دمد
من نمے دانم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

ان کے بعد الف ثانی کے شروع میں حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی نے مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے آپ کو پہلے تمام مجدّدین کے مقابلے میں اعلیٰ اور افضل بتایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ جس طرح ہزار کو سو پر فضیلت ہے۔ اسی طرح مجھ کو جو الف اوّل کے سر پر آیا ہوں۔ پہلے تمام مجدّدوں پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اب تو تیرھویں صدی گذر رہی تھی۔ اور چودھویں کا آغاز ہونے والا تھا۔ اور آخری زمانہ جس میں یاجوج ماجوج کی جنگ ہونیوالی تھی۔ آپہنچا تھا اور وہ جس کے آنے کا صدیوں سے انتظار ہو رہا تھا۔ اب ظاہر ہونیوالا تھا۔ وہ موعود اقوام جس کے متعلق کتب سابقہ میں پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ آخر حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود باجود میں ظاہر ہوا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب کے آخر میں وہ اقوام کا نوشہ آیا ⁂ قتلِ دجّال کو وعدے کا مسیحا آیا
کرشنِ احمدِ مرسل کا کھویا آیا ⁂ گوپیاں دیکھ کے بولیں وہ کنھیا آیا

اٹھو اٹھو کہ پڑھیں اس پہ درود اور سلام
دیر سے آیا ہے اور دُور سے وہ ماہِ تمام

باغِ اسلام میں پھر بادِ بہاری آئی ⁂ بُوئے گل بن کے بُوئے مشکِ تتاری آئی
غمگساری کے عوض بادہ گساری آئی ⁂ پڑ گئی دھوم کہ احمد کی سواری آئی

غمِ ملت میں جو تھے مضطرب و زار و نزار
چشمِ نرگس کی طرح ہو گئے دم میں بیدار

(از مطلع انوار)

ضرور تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد جو آدم کے بعد ساتویں ہزار میں آنے والا تھا اپنے پہلے تمام مجددین سے اپنی شان میں اعلیٰ اور ارفع ہو اس کا کام تمام دنیا کی اصلاح ہے۔ وہ مسلمانوں کیلئے مہدی ہے اور عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور بدھوں کے لئے بدھ۔ اس کے کام کے لحاظ سے خدا نے اس کو "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کہا۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا پہلوان ہے جو تمام نبیوں کے حلّوں (لباسوں) میں آیا۔ اور خدا نے اس کو بذریعہ الہام بتایا کہ وہ "آریوں کا بادشاہ" ہے۔ گویا ایک زمانہ ہندو قوم پر ضرور ایسا آنے والا ہے، جب یہ قوم "غلام احمد کی جے"[۱] پکارے گی۔ اور اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ اگرچہ اِسوقت یہ بات انہونی معلوم ہوتی ہے۔ اور کسی کے قیاس میں بھی نہیں آسکتا، کہ ہندو قوم مسلمان ہو جائے گی، لیکن خدا کا کلام کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دن "آریوں کا بادشاہ تسلیم کیا جائے گا۔ اور ہندو اپنے قومی نعرہ کے ساتھ "غلام احمد کی جے" پکاریں گے۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم۔ یعنی تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور وہ تم میں سے ہی تمہارے امام ہونگے۔ اور دوسری حدیث میں آتا ہے لا مھدی الا عیسیٰ کہ مہدی عیسےٰ سے الگ کوئی وجود نہیں، بلکہ مہدی اور عیسےٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں، اور وہ ایک ہی وجود ہے جو مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا اور عیسائیوں کے لئے عیسےٰ ہوگا۔ صرف دونوں قوموں کے اعتقادات کی رُو سے مہدی اور مسیح کہلائیگا۔ اور نیز سورہ جمعہ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھوالذی

[۱] یاد رہے کہ ہندو راجپوتوں میں یہ دستور پایا جاتا تھا کہ جب کبھی انکو کوئی فتح حاصل ہوتی تھی تو وہ "جے" یعنی فتح، کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ یہ دستور مسلمان راجپوتوں میں بھی اب تک چلا آتا ہے، اور ان کی بیاہ شادیوں کے موقع پر کلیان کرنے کے بعد "جے" کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعث فی الامّیین رسولًا منھم ..... الی آخر۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی بعثت وہ تھی جب آپؐ ملک عرب میں مبعوث ہوئے اور آپ نے عرب قوم کی تعلیم اور تربیت فرمائی۔ اور ان کو حکمت کے بے بہا خزانے دیئے۔ یہی وہ تربیت یافتہ قوم تھی جس نے مشرق و مغرب میں اسلام کی تعلیم کو پہنچایا اور بھولی بھٹکی دُنیا کو خدا کے رستے پر چلایا اور خدائے خالق و مالک کا سکّہ مخلوق کے دل پر بٹھایا۔ دُنیا کے پردے سے جہالت کو دُور کیا اور اُس کی جگہ تہذیب و تمدن کو رائج کیا۔ یہ حالت تقریبًا ایک ہزار سال تک چلی گئی۔ اور اسلام کی ظاہری شان و شوکت دُنیا پر اپنا تسلّط کئے رہی۔ یہاں تک کہ فیج اعوج کا زمانہ آگیا۔ اور اسلام میں ضعف کے آثار نمایاں ہونے لگ گئے۔ ظاہری شان و شوکت میں بھی فرق آنے لگا۔ یہاں تک کہ اسقدر فتنے اٹھے، کہ اسلام ایک عاجز مسکین کی مانند رہ گیا۔ غیر قوموں نے اس پر حملے شروع کر دیئے۔ کیا عیسائی، کیا ہندو اور کیا دیگر لوگ سب نے اسلام کو ایک لاوارث چیز سمجھکر اس پر حملے شروع کر دیئے۔ اور خود مسلمانوں نے اپنی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں سے اسلام کو اندر سے کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ؎

بے کسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست

ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

تیرہویں صدی تک حالت یہاں تک پہنچ گئی، کہ اگر اسلام کی بروقت خبرگیری نہ کی جاتی، اور خدا کی طرف سے اس کو سنبھالنے کے سامان پیدا نہ ہو جاتے، تو قریب تھا کہ اسلام دُنیا سے رخصت ہو جاتا لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ انّا نحن نزلنا الذکر و انّا لہ لحافظون۔ اس لئے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے دین کی حفاظت کے سامان پیدا کر دیئے اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور تجدید دین کا کام حضورؑ کے سپرد فرمایا۔ اور اپنے تازہ نشانوں سے جو زمین اور آسمان دونوں میں ظاہر ہوئے اپنے پیارے مذہب اسلام کی تائید فرمائی۔ اور اپنے پیارے رسول محمد مصطفٰےؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا روزِ روشن کی طرح ظاہر کر دیا۔ اور یہ ہمارا کلجگ کا زمانہ کچھ ایسی گمراہی کا زمانہ تھا کہ صرف اسلام پر ہی مخالفین نے حملے نہیں کئے، بلکہ خدا، اس کے ملائکہ، آسمانی کتب اور سلسلۂ انبیاء غرض کہ مذہب کی ہر ایک چیز پر تبر رکھ دیا اور دہریت کی آندھیاں اس قدر زور سے چلیں اور مادیّت کا حملہ اس قدر زبردست ہوا، کہ آج تک چشم فلک نے ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں کے اعمالِ بد کی وجہ سے یا تو آج سے تیرہ سو سال پیشتر روحانیت کی دُنیا قحط سالی کی بلا میں گرفتار تھی۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظهر الفساد فی البرّ والبحر کا نظارہ پیش کر رہی تھی، یا آج ہمارے ہمارے، اس زمانے میں وہی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ اسی واسطے خدا تعالےٰ نے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری خلیفے کو پہلے تمام انبیاء کا قائم مقام کر کے بھیجا، اور اُس کے ہاتھ پر اُسی طرز کے نشان دکھائے جس طرح پہلے انبیاء کے ہاتھ پر دکھائے تھے۔ حضور فرماتے ہیں ؎

ہیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ۔ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے، کہ اس زمانہ کے مفاسد کے مدنظر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت، قرآن شریف کی حقانیت اور تمام انبیاء کی صداقت اور عفت کی حفاظت کے پیش نظر ضروری تھا، کہ آپ کو منہاجِ نبوت پر قائم کر کے مبعوث کیا جاتا۔ کیونکہ جن مفاسد کی اصلاح پیشِ نظر تھی وہ اس قدر اہم تھے، کہ سوائے ایک نبی اور رسول کے اصلاح کا کام کسی دوسرے سے ہونا ناممکن تھا۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند

مصلحت را ابنِ مریم نام من بنہادہ اند

نیز اللہ تعالےٰ سورہ جمعہ میں فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامّیّین رسولاً منھم ۔۔۔ الخ۔ یعنی ہم نے اہلِ مکہ کی طرف ان کی اصلاح کے لئے ایک رسول مبعوث فرمایا، جو ان کا تزکیۂ نفس کرتا، انکو علم و حکمت، کی باتیں سکھاتا اور قرآن کریم کے معارف سمجھاتا ہے۔ یعنی جب کسی بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح مدنظر ہوتی ہے تو ایسی اصلاح ایک نبی اور رسول کے ذریعہ سے ہی ہوسکتی ہے۔ پس حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ دوسری بعثت بھی حضور کے ایک ایسے جانشین اور خلیفہ کی مقتضی تھی جو مقامِ نبوت پر کھڑا کیا جائے۔ اور منہاج نبوت پر اس کا دعویٰ ہو۔ اور ضرور تھا کہ اس کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوں۔ جیسا کہ انبیاءِ سابقین کے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اور ضرور تھا کہ اس کے ذریعے سے اظہار علی الغیب یعنی پیشگوئیاں بھی کیجائیں جیسا کہ انبیاء پیشگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔

پس امام آخر الزمان کو اللہ تعالےٰ نے منہج نبوّت پر قائم کر کے اُس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو پہلے انبیاء سے وہ کرتا چلا آیا ہے۔ یعنی اسکو غیب پر اطلاع دی گئی اور اس کے ذریعہ سے عظیم الشان پیشگوئیاں کرائی گئیں۔ اور جو پوری ہو کر دشمنانِ دین کے لئے حُجّتِ بالغہ ثابت ہوئی ہیں اور اس کے ہاتھ پر زمین اور آسمان کے اندر نشان دکھائے گئے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من ایستادہ اند

طوفانِ نوح کا نظارہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، زلزلوں سے زمین کو تہ و بالا ہوتا انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مکانوں کو گرتے اور شہروں کو ویران ہوتے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، آسمان سے فوجوں کو اُترتے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ رود بار کے پانیوں کو خون سے سُرخ ہوتے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیا یہ تمام نشانات اسکی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ثبوت نہیں ہیں؟ وگرنہ کیا معنے ہیں اس آیت کے کہ لا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اس قدر نشان دیئے گئے، کہ اگر ان کو ایک ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کر دیا جائے تو ان کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن ہمارے پیغامی دوست بھی عجیب ذہنیت کے مالک واقع ہوئے ہیں کہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں۔ مگر ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں، کہ حضرت مرزا صاحب مجددوں میں سے صرف ایک مجدد ہیں۔ اس سے بڑھکر کچھ بھی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ چودھویں صدی کے مجدد نے جن مفاسد کی اصلاح کرنی تھی وہ کس قدر اہم اور خطرناک مفاسد ہیں۔ خداتعالےٰ اور اس کے انبیاء کی عزت پر حملے ہو رہے ہیں، مادیت اور دہریت اور دجالیت اپنے آخری ہتھیار بھی استعمال کر رہی ہے، اور یاجوج ماجوج کی یہ خطرناک جنگ ہے۔ اور شیطان اور رحمان کا آخری مقابلہ ہے۔ اور بطلِ اسلام ان تمام دشمنوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہو رہا ہے۔ اور یہ لوگ اس کو معمولی حیثیت کا انسان قرار دے رہے ہیں، اور خدا نے اس کو جن ناموں سے پکارا ہے وہ نام لینے سے گھبراتے ہیں۔

پیغامی لٹریچر اپنا سارا زور اس امر پر خرچ کر رہا ہے۔ کہ کسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت ثابت نہ ہو جائے اور لوگ حضورؑ کو نبی کہنا شروع نہ کر دیں۔ بیشک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو حضورؑ کو نبی کا خطاب دیں، خود اللہ تعالےٰ بھی حضورؑ کو نبی کہہ کر پکارے، مگر پیغامیوں کی زبان سے نبی اور رسول کا لفظ اگر نکل جائے گا تو گویا قیامت ہی آجائے گی۔ حضورؑ کے درجے کو گھٹانا، اور حضورؑ کو ایک معمولی حیثیت کا مصلح پیش کرنا آجکل اہلِ پیغام کا سب سے اعلیٰ نصب العین بنا ہوا ہے۔ اور ان کی ساری توجہ اسی نکتہ پر جمع ہو رہی ہے۔ اور غیر احمدی مسلمانوں کو خوش کرنا اور انکی خوشنودی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ وہ اپنے مخصوص عقائد کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں شامل ہونیکو اپنے لئے باعثِ عزت وافتخار سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو غیر احمدیوں سے الگ کر لیا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا بند کر دیا، ان کے جنازے پڑھنے بند کر دیئے، ان کو لڑکیاں دینا بند کر دیا، تا ایک پاک جماعت تیار کی جائے جو دوسروں کی اصلاح کا موجب بن سکے۔ مگر ہمارے پیغامی حضرات غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے، جنازہ پڑھنے اور لڑکیاں دینے کو جائز قرار دیئے جا رہے ہیں۔ اور غیر احمدیوں میں ملتے چلے جا رہے ہیں۔ اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلک پر قائم ہیں، اور حضورؑ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، ان کو مطعون کرنا اور اپنے نئے ارباب کی نظروں میں گرانا اور ذلیل کرنا، اور ان کے عقائد کو ایک نیا مذہب قرار دینا فرضِ اولین سمجھ بیٹھے ہیں۔

ہم ان حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ خود ہی بتلائیں، کہ حضرت صاحبؑ کے درجے کو وہ کیوں گھٹا رہے ہیں۔ کیا حضورؑ نے نہیں فرمایا کہ۔ تمہارے پر حرام بلکہ قطعی حرام ہے کہ تم کسی مکفر، مکذّب، متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ کیا غیر احمدی مکفّر، مکذّب نہیں ہیں۔ کیا وہ حضرتؑ کے دعوے کی تائید کرتے ہیں؟ اور اگر وہ خاموش ہیں تو کیا وہ متردّد نہیں ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے نماز کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ کیا حضرت صاحبؑ نے نہیں فرمایا، کہ تم کسی غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو کیا خود حضرت صاحبؑ نے مرزا فضل احمد صاحب اپنے سگے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھ کر ہمیں عملی نمونہ نہیں دیدیا؟ کیا حضرت صاحبؑ نے نہیں فرمایا، کہ تم غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دو؟ اب آپ ہی بتلائیں کہ جن کو آپ لوگ طنز اور حقارت سے اپنے غیر احمدی بھائیوں کی طرح "قادیانی" کہتے ہیں حضرت صاحبؑ کے مسلک پر ہیں یا آپ ہیں؟ آپ حضورؑ کی تعلیم کے خلاف بھی کریں تو آپ مخلص بلکہ حضرت صاحبؑ کے صحیح مسلک پر چلنے والی پاک جماعت اور ہم جو حضورؑ کے اصل درجے کو پیش کریں تو ہم قادیانی اور آپ لوگوں کی نظروں میں مشرک اور بدعتی ۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است!

رہی یہ بات کہ اہلِ پیغام کو غیر احمدیوں سے ملجانیکا شوق کب سے چرایا، اور کیوں وہ اپنی خصوصیات کو مٹا کر غیروں میں گھسنا چاہتے ہیں، ضرورت ہوئی تو اس پر پھر کسی اگلی اشاعت میں روشنی ڈالی جائیگی۔ اگرچہ یہ علیحدہ بات ہے کہ خود غیر احمدی اہلِ پیغام کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے، اور نہ اپنے ساتھ انکو ملانا چاہتے ہیں جبتک "احمدیہ" کا نام اہلِ پیغام کیساتھ لگا ہوا ہے۔ اور اگر وہ اس لفظ کو بھی ترک کر دیں اور "انجمن اشاعت اسلام" لاہور کے ممبر اپنے کو بلا ہر کریں تو غیر احمدی آج ان سے بغلگیر ہو جائیں۔ اور انکو اپنے مقاصد کی تکمیل میں بہت کچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بطلِ اسلام کی حیثیت میں

(از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل)

انیسویں صدی کے واقعات پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ کہ اس کے آخری نصف میں یورپ اور امریکہ میں نئی نئی ایجادات اور اختراعات ظہور میں آرہی تھیں صنعت وحرفت کے ساتھ تجارت کو فروغ حاصل ہو رہا تھا، رسل ورسائل کے ذرائع وسیع سے وسیع تر ہوتے جارہے تھے۔ اور دُنیا ایک مُلک بلکہ ایک شہر کی حیثیت اختیار کرتی جارہی تھی۔ اس کیساتھ ہی ایک اور خصوصیت اس دَور کی یہ ہے کہ مشرق ومغرب دونوں میں مذہبی لحاظ سے بھی ایک انقلاب پیدا ہو رہا تھا۔ ہر مذہب کے ماننے والوں میں ایک تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے، کہ ہر ملت کے لوگ اپنے غیر معقول مذہبی اعتقادات اور توہمات کے چولہ کو اتار پھینکنے کے لئے بے چین تھے۔ میڈم Blavatsky نے کرنل Olcott کی معیت میں عیسائیت کے خلاف ایک باقاعدہ بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب مسز اینی بیسنٹ نے امریکہ میں تھیاسوفیکل سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ جو درحقیقت عیسائیت کے بنیادی عقائد کے خلاف ایک صریح بغاوت ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے گروہ کے گروہ اس باغیانہ جھنڈے کے نیچے جمع ہونے لگے۔ اور اس سوسائٹی کے بانیوں کو غیر معمولی ترقی حاصل ہونے لگی اور یورپ وامریکہ کے قریباً ہر قابلِ ذکر شہر وقصبہ میں تھیوسافیکل لاجز قائم ہوگئیں۔ جس کے نتیجہ میں عیسائیت کو نقصان پہنچنا لازمی تھا۔ نیز ہم دیکھتے ہیں، کہ عیسائیوں کے اندر مذہبی لحاظ سے وسعتِ نظر اور آزادی کے ساتھ مذہبی امور پر غور وفکر کا مادہ بھی پیدا ہونے لگا۔ مسز ایڈی بیکر نے امریکہ کے شہر بوسٹن میں کرسچن سائنس سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ یہ انیسویں صدی کے ربع آخر کا واقعہ ہے۔

ہندوستان میں بھی مذہبی بیداری پیدا ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ میں راجہ رام موہن رائے کی مساعی قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی تحریک دراصل ہندوازم میں آزاد خیالی کی تحریک تھی۔ اس لئے قریباً پچاس سال بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسٹر کیشب چندر سے نے برہمو سماج کی بنیاد رکھی۔ جو تھیو سافیکل سوسائٹی کی طرح تمام مذاہب کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنے کی مدعی تھی۔ آریہ سماج کی بنیاد جو سوامی دیانند صاحب نے رکھی، بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ ابتداءً تو یہ تحریک ہندو مذہب کی بعض سوشل خرابیوں کے خلاف ایک بغاوت کی حیثیت رکھتی تھی لیکن آہستہ آہستہ اُس نے جارحانہ پوزیشن اختیار کرلی۔ اور دوسرے مذاہب پر دلآزار حملے کرنا اس کا اہم جزو قرار پاگیا۔ اور مختلف مذاہب میں اختلافات کی خلیج میں اس نے بہت زیادہ وسعت پیدا کر دی۔ مذہبی مناقشات کی آگ جس نے عرصہ سے ہندوستان کی سیاسی حالت کو مخدوش کر رکھا ہے اس تحریک کی وجہ سے پُوری شدّت کے ساتھ بھڑکنے لگی تھی۔

اس زمانہ میں مرزا حسین علی نے ایران میں ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی، جس نے ایران میں کافی بیداری پیدا کر دی۔ اور مغرب میں بھی بہت سے لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرلیا۔ بہت ہی تھوڑے عرصہ کے بعد یہ مذہب قریبًا مُردہ ہوگیا۔ گو اس وقت بھی ہندوستان کے علاوہ امریکہ اور انگلینڈ میں بعض اچھے اچھے متمول لوگ اپنے آپ کو بہاء اللہ اور ان کے لڑکے عباس آفندی کے ناقابلِ عمل اصول کے ساتھ متعلق سمجھتے ہیں۔ گو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بہائیت مذاہب کی منڈی میں کوئی جگہ حاصل کرنے میں قطعًا ناکام رہی ہے۔ بہائیت کو تھیوسافیکل سوسائٹی کے مقابلہ میں بھی ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تھیوسافی تحریک کی سرگرمیاں تو صرف یہیں تک محدود تھیں کہ مختلف مذاہب کی بعض خرابیوں کو انہی کے پیشکردہ رنگ میں پیش کر دیا جائے۔ لیکن اس کے بالمقابل بہائیت ایک خدائی مذہب ہونیکی مدعی تھی۔ باقاعدہ سوشل اور روحانی قوانین کا ایک ضابطہ پیش کرتی تھی۔ نیز اس کی اشاعت کیلئے اس کے مشنریوں کے اختیار کردہ ذرائع دیانتدارانہ نہیں تھے۔ جیساکہ بیان کیا جاچکا ہے۔

مشرق نے تو اپنی رُوحِ حیات کو مغرب کی غلامی کے باعث کھو دیا۔ اور مغرب نے اپنے مادّی نظریات کا شکار ہوکر اس جوہر کو کھو دیا، جو دُنیا میں انسانیت کے جوہر کے قیام و بقاء اور نشوو ارتقا کے لئے ضروری ہے۔ گویا وہ نور جو خدا تعالےٰ کے انبیاء نے روشن کیا تھا وہ انسانی خون کے چھینٹوں کی وجہ سے بجھ گیا تھا۔ اور دُنیا میں ہر طرف ضلالت و گمراہی کا دَور دَورہ تھا۔

گویا مادّی طاقتوں اور قوتوں کی پُوری شدّت کے ساتھ قلب انسانی پر محیط ہوتے جانے کے ساتھ ساتھ مذہبی زندگی میں بھی انقلاب پیدا ہو رہا تھا۔ اور جو لوگ اپنے ماحول کے زیر اثر مذہب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ایک ضروری چیز سمجھتے تھے، وہ اسے معقولیت کے معیار پر پرکھ رہے تھے۔ اور جب کوئی بات اس معیار پر پوری نہ اُترتی تو اُن کے طبایع میں ایک خلجان اور تشویش پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے، کہ یہ زمانہ مذاہب کے لئے شدید کشمکش اور خدشات کا زمانہ تھا مذاہب اور مادیات کے تقابل کی ایک جنگ تھی جو قلوب میں برپا ہو چکی تھی۔ اور ہر مذہب کے ماننے والے اس کا شکار ہو رہے تھے۔ اور کئی دردمندانِ انسانیت اس کوشش میں تھے کہ بنی نوع انسان کو اس کشمکش سے نجات دلائیں۔ ان میں سے بعض نے تو اس سلسلہ میں اپنی کوششوں کو اپنے اپنے مذاہب میں اصلاح اور معقولیت کا رنگ دینے تک محدود رکھا۔ اور بعض نے پرانی حدود اور قیود کو توڑ کر نئے دوائر قائم کرنے کی کوشش کی۔ اور اوپر کی پیشکردہ مثالوں میں دونوں قسم کی کوششوں کا ثبوت ملتا ہے۔

یہ زمانہ اسلام کے لئے بے حد مشکلات اور مصائب کا زمانہ تھا۔ عیسائی مشنریوں کا جال ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دُنیا میں پھیلتا جا رہا تھا۔ اور سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں کلمہ گو حلقہ بگوش عیسائیت ہوتے جا رہے تھے۔ اس کی ایک بڑی وجہ تو یہ تھی، کہ دانایانِ مغرب کی نئی نئی ایجادات اور اختراعات کا رُعب دلوں پر بیٹھ رہا تھا۔ اور علمی موشگافیاں دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ مسلمانوں میں تعلیم کی افسوسناک کمی تھی، اور علماء کہلانیوالوں نے اپنی کم علمی اور جہالت کو چھپانے کے لئے عوام میں یہ خیال پیدا کر رکھا تھا۔ کہ علمی تحقیقاتیں اسلام کی سپرٹ کے منافی ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ معقول پسند طبایع مذہب اسلام سے ہی متنفر ہوتی جا رہی تھیں۔ اور اسے نعوذ باللہ جہالت کا مذہب اور علمی ترقیات کی راہ میں سنگِ گراں سمجھ کر اس سے بیزار ہوتی جا رہی تھیں۔ ایسی صورت میں عیسائی مشنریوں اور اہلِ علم لوگوں نے نہایت بددیانتی سے کام لیتے ہوئے اسلام کی تعلیم کو نہایت بھونڈے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کرنا شروع کیا۔ اور اچھے بھلے واقعات کو توڑ مروڑ کر اور ایسی ایسی رنگ آمیزیوں کے ساتھ پیش کرنے لگے، کہ وہ نہایت بھیانک صورت میں نظر آنے لگے۔ اور علمی روشنی و اخلاقی ترقیات کے سامنے قابلِ شرم دکھائی دینے لگے۔

مسلمانوں میں علم تو تھا نہیں، کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دے سکتے، اور تعلیمِ اسلام کے روشن چہرہ کو ان بدنما دھبوں سے پاک و صاف کر کے دکھا سکتے۔ اس لئے وہ اسلام سے بدظن ہو کر عیسائیت کی طرف جھکنے لگے۔ پھر مسلمانوں کا افلاس اور اقتصادی پستی بھی اسلام کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت مضر ثابت ہو رہی تھی۔ عیسائی مشنریوں کی زرپاشی ان میں سے بہتوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور وہ قبولِ عیسائیت کو اپنی مالی مشکلات کے حل کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھ رہے تھے۔ ایک طرف تو عیسائیوں کے اسلام پر اعتراضات ان کے نزدیک ایسے پتھر تھے جن کو دُور کرنا ناممکن تھا اور دوسری طرف عیسائیت کو اختیار کرنے سے دُنیوی لحاظ سے فراغت اور آسائش کے امکانات تھے۔ اور یہ دونوں چیزیں بلکہ اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہی تھیں۔

جو لوگ مغربی نظریات کی روشنی میں نئے نئے مذہبی ادارے اور سوسائٹیاں قائم کر رہے تھے، ان کا وجود بھی مسلمانوں پر اثر انداز ہو رہا تھا، اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر رہا تھا کہ کسی ایسے مذہبی ادارے سے وابستگی ضروری ہے، جو زمانۂ حال کے نظریات اور خیالات کے مطابق ہو۔ مختصر یہ ہے کہ یہ زمانہ جو ہندوستان بلکہ تمام دُنیا میں مذہبی بیداری کا زمانہ ہے مسلمانوں کے لئے بالخصوص سخت نازک تھا۔ مذہب کیساتھ ان کی وابستگی اور عقیدت کم بلکہ معدوم ہوتی جا رہی تھی۔ دنیوی لحاظ سے بھی وہ ملک میں درخود اعتناء نہ تھے۔ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کے اداروں میں کوئی دخل نہ تھا۔ اور اقتصادی زبوں حالی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی۔ تجارت، صنعت و حرفت اور ترقی کے دوسرے میدان ان سے یکسر خالی تھے۔ وہ نہایت ذلت اور پستی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور یوں نظر آتا تھا کہ ان کا وجود مٹ جائے گا اور وہ دوسری قوموں میں مدغم ہو کر رہ جائیں گے۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ مسلمان خود اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ ہر طرف سے ان پر حملے ہو رہے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو دفاع کے ناقابل پاتے تھے۔ اور یہی غنیمت سمجھا جاتا تھا کہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہیں۔ اور بطور مسلمان شمار ہوں۔

مولانا الطاف حسین صاحب حالی اپنی مشہور مسدس میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ بالفاظِ ذیل کھینچتے ہیں ؎

ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا ! ؎ کہ آتی ہو واں سے نظر ساری دُنیا
چڑھے اس پہ پھر اک خردمند دانا ؎ کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قوموں میں فرق اس قدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ
وہ دیکھے گا ہر سُو ہزاروں چمن واں ؎ بہت تازہ تر صورتِ باغِ رضواں
بہت ان سے کمتر پہ سرسبز و خنداں ؎ بہت خشک اور بے طراوت مگر ہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں لائے گو برگ و باراں کے پودے
نظر آتے ہیں، ہونہاراں کے پودے

پھر اک باغ دیکھیگا اُجڑا سراسر ٭ جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سُو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر ٭ ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر

نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے رو کھ جس کے جلانے کے قابل

جہاں زہر کا کام کرتا تھا باراں ٭ جہاں آکے دیتا ہے رو ابرِ نیساں
تردّد سے جو اور ہوتا ہے ویراں ٭ نہیں راس جس کو خزاں اور بہاراں

یہ آوازِ پیہم وہاں آ رہی ہے!
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے!

ایسے نازک زمانہ میں بعض دردمندانِ قوم نے مسلمانوں کی اس حالت میں تبدیلی کی کوشش کی، اور انہوں نے اس کے لئے جو محنت کی اور مشقتیں اٹھائیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت ہمت کے ساتھ میدان میں اُترے، اور پورے زور کے ساتھ مسلمانوں کو اوپر اُٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی کوششوں پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ ان کی تمام مساعی مسلمانوں کو ایک معزز اور باوقار قوم بنانے تک محدود تھیں۔ اسلام کا دفاع اور اسے دیگر ادیانِ عالم پر اس رنگ میں افضل ثابت کرنا کہ ان سے تعلق رکھنے والوں کے لئے اسلام جاذبِ نظر اور موجبِ کشش ثابت ہو سکے۔ یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا، مسلمانوں کو بیدار کرنے اور دوسری اقوام کے ساتھ ساتھ میدان ترقی میں بڑھنے کے قابل بنانے تک محدود تھا۔ اسلام کا دفاع جس حد تک انہوں نے کیا وہ یہیں تک محدود تھا، کہ مسلمانوں کے اندر مخالفین کے اعتراضات نے جو مایوسی پیدا کر دی ہے وہ دور ہو اور مسلمانوں کے اندر ایک احساسِ خودداری پیدا ہو جائے اور ذلت و پستی کا احساس جو بہت حد تک اپنے مذہب کی پستی کے احساس سے وابستہ تھا مٹ جائے۔ ورنہ مذہب اسلام کو دیگر ادیان پر غالب ثابت کرنا اُن کے پیشِ نظر نہ تھا۔ اور نہ ہی اس وقت کی کیفیت کے لحاظ سے اس کی وہ جرأت کر سکتے تھے۔ انہوں نے اسلام پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کی گو کوشش کی، مگر وہ کوشش اپنی ذات میں اپنی کمزوری کے اعتراف پر دلالت کرتی ہے۔ مثلاً جن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسائل پر اعتراضات کا وہ جواب نہ دے سکے، ان مسائل کو ہی غلط قرار دے دیا۔ اور اقرار کر لیا کہ اس زمانہ کے لحاظ سے وہ نامناسب اور ناقابلِ عمل ہیں۔ اور اس طرح ان کی مساعی کے لئے اپنے دل میں انتہائی احترام کے جذبات رکھنے کے باوجود ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں، کہ وہ گو مسلم قوم کے جلیل القدر فرزند تھے، اپنی قوم کے بے حد ہمدرد اور بہی خواہ تھے، قوم کے لئے قربانیاں کرنیوالے تھے۔ لیکن اسلام کی خدمت کا جذبہ اور اس کے فضائل کا اظہار ان کے پیشِ نظر نہ تھا۔ اور وہ اسلام کے بطل اور پہلوان نہ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے گو بہت کچھ کیا، لیکن اسلام کے لئے کچھ نہیں کیا۔

ایسے لوگوں میں سر سید احمد خاں، سید جمال الدین افغانی، نواب اعظم یار جنگ، مولوی محمد چراغ علی، سید امیر علی، پروفیسر صلاح الدین، خدا بخش تو بہت زیادہ نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ صاحب، مولوی آل حسن صاحب، مفتی محمد عبدہ مصری، جلال الدین حسینی آف ایران، مہدی سوڈانی وغیرہ۔ بعض اور لوگ بھی ہیں۔ جو اگرچہ بہت زیادہ معروف نہیں ہیں، مگر انہیں نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان سب لوگوں نے اپنے اپنے رنگ اور حالات زمانہ کے مطابق کام کیا۔ اور بعض نے قابلِ قدر کام کیا۔ لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے یہ دعویٰ کیا ہو، کہ وہ اسلام کی صداقت کو دیگر ادیان پر ثابت کر سکتا ہے، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو پُر حکمت ثابت کر سکتا ہے، اور قرآن کریم کی فضیلت آج بھی دنیا پر واضح کر سکتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے کوئی ایسا دعوےٰ نہیں کیا، بلکہ ان کے عقیدتمندوں نے بھی ان کی طرف کوئی ایسا دعویٰ منسوب نہیں کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے رنگ میں جذبۂ ملی سے متأثر ہو کر کام کرتے رہے، لیکن ان میں سے کسی ایک کی طرف سے کوئی ایسی آواز بلند نہیں کیگئی جس میں غیر اسلامی دُنیا کو عام چیلنج دیا گیا ہو، کہ اسلام کی صداقت اور دیگر ادیان پر اسکی فضیلت میں شک کرنیوالوں کو مطمئن کرنے کا ذمہ وار ہے۔ پھر ایک اور نقص یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں، جس نے صداقت و حقانیت اسلام اور دُنیا میں اس کی اشاعت کا انتظام کرنے کے لئے کسی مستقل ادارہ کی بُنیاد رکھی ہو۔ یا اپنے پیچھے کوئی ایسی جماعت چھوڑ گئے ہوں جو اس کام کو جاری رکھ سکے۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو ہی حاصل ہے کہ آپؑ نے اپنی زندگی صداقت و حقانیت اسلام اور قرآن کریم کی فضیلت کے اثبات کے لئے وقف کر دی۔ اور پھر نہایت مستحکم بُنیادوں پر ایک ایسی جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قائم کر گئے، جو آپؑ کے بعد آپؑ کے مقدس مشن کو جاری رکھ رہی ہے۔ اور اس لئے آپؑ اس بات کے اہل ہیں، کہ اسلام کے پہلوان اور بطلِ جلیل کا لقب پا سکیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ کام کوئی انسان جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو۔ اور اُسی کی تائید سے کھڑا نہ ہو، سرانجام دے ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون۔ اور حسب فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ ہر صدی کے سر پر ایسے مامور و مجدد مبعوث کرتا رہا ہے۔ جو اس مقدس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔ اور دُنیا میں اسلام کے غلبہ کے سامان کرتے ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر مبعوث ہونیوالے مجدد کا چونکہ اپنی شان اور مقام کے لحاظ سے بہت بلند مرتبت ہونا مقدر تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ خالص اسلامی رنگ میں کسی کو خدمات اسلام کی توفیق مل سکے، اس لئے کئی ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کی اور انہیں خوابِ غفلت سے جگانے کی کوششیں کیں، مگر خالص اسلام کی خدمت وہ بجا نہ لا سکے۔ یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی مقدر تھا۔ اور آپؑ کے ذریعہ ہی انجام پذیر ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے، تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ خدمت و اشاعت اسلام اور اسے دیگر ادیان پر غالب کرنے کے لئے وقف تھی۔ اپنی بعثت کی آپؑ نے یہی غرض قرار دی ہے۔ اور تمام عمر اسی میں لگے رہے۔ آپؑ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے، کہ ایک طرف تو آپؑ اسلام کی حقانیت، قرآن کریم کی فضیلت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے عقلی و نقلی، الزامی و تحقیقی جوابات دینے میں مصروف ہیں، تو دوسری طرف ان مخالفین کو جو اس میں شک رکھتے ہیں، یہ ان کے مقابلہ میں للکار رہے ہیں۔ ایک طرف آپؑ ایسے لوگوں سے مقابلہ کر رہے ہیں تو دوسری طرف اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے دلائل و براہین اور معجزات و مشاہدات کے انبار لگا رہے ہیں۔ آپ کی زندگی ایک ایسے پہلوان کی ہے، جو یکہ و تنہا ہر مدِمقابل کا مقابلہ نہایت مردانگی سے کر رہا ہے۔ ہر طرف سے مخالفتوں کے طوفان اٹھتے، اور تیز آندھیاں چلتی ہیں، مگر یہ مردِ میدان نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ ایک کوہِ وقار بن کر کھڑا رہا ہے اور ہر ایک سامنے آنے والے کو زیر کر رہا ہے۔ آپؑ کی زندگی کا مقصد یہ نہیں کہ مسلمان تعلیم کی طرف متوجہ ہو جائیں، یہ نہیں کہ تمام عالم کے مسلمان ایک سیاسی رشتہ میں منسلک ہو جائیں اور مغربی استعماریت کا مقابلہ کریں۔ انگریزوں سے مسلمانوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوستی یا دشمنی آپ کی غرض و غایت نہیں، اور نہ ہی آپ کا مقصد یہ ہے کہ چند ایک ایسی کتب تصنیف ہو جائیں جن میں مخالفین اسلام کے بعض اعتراضات کے جوابات آجائیں، بلکہ آپ کو یہ آرزو بے چین اور مضطرب کر رہی ہے کہ اسلام کی صداقت ہر دل پر نقش ہو جائے۔ اور دنیا اس بات پر ایمان لے آئے۔ کہ اس سے بہتر مذہب اور کوئی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل ترین رسول، اور قرآن پاک بے نظیر کتاب ہے۔ اپنے مذہب کی خوبیاں اور دوسرے مذاہب کی کمزوریاں تلاش کرنے کی لگن ہے۔

عیسائی مشنری اور آریہ سماجی جو مسلمانوں پر چھائے ہوئے تھے، اور جن سے عالم اسلامی مرعوب ہو چکا تھا آپ کے خاص شکار تھے۔ اور جہاں کہیں کوئی ایسا شخص نظر آتا، جو اسلام کی صداقت کو مشتبہ کرنیوالا ہو، آپ نہایت جرأت اور بہادری کے ساتھ اس کی طرف خود بڑھتے، اُسے للکارتے اور چاروں شانے چت گرا کر دنیا پر واضح کر دیتے، کہ مذاہب کے میدان میں اسلام کا مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں۔ وہ عیسائی مشنری جو مسلمانوں کو صید زبوں خیال کرتے تھے اور وہ آریہ سماجی اپدیشک جو انہیں دبائے چلے جا رہے تھے، آپ اور آپ کے خدام کے سامنے آنے سے تھراتے تھے اور اب تک تھراتے ہیں۔ اور عیسائی مشنریوں کو تو حکم مل چکا ہے کہ اس جماعت کا مقابلہ نہ کریں۔ اور جو مقابل پر آئے اُسے مُنہ کی کھانی پڑتی ہے۔ غرضیکہ آپ نے مذہبی دنیا میں ایسا سکہ قائم کیا کہ ہر کس و ناکس آپ کا لوہا ماننے پر مجبور ہے۔

اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے مدافعانہ اور جارحانہ دونوں طریق اختیار کئے یعنی اسلام پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات دیئے۔ اسلام کے ہر چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کی حکمت بیان فرمائی اور ثابت کیا، کہ یہ کوئی سزا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ اعتراضات سے بچنے کے لئے کسی اسلامی مسئلہ ہی کو ترک کر دیا ہو، بلکہ ہر مسئلہ کی خوبیاں بیان فرما کر اعتراضات کو باطل ثابت کیا۔ پھر آپ نے اسلام کی خوبیوں کیساتھ غیر مذاہب پر جرح کر کے اور ان کی کمزوریوں کو مؤجہ طور پر پیش کر کے ان پر اسلام کی فضیلت کو ثابت کیا۔ اور اس طرح اسلام کی اشاعت کا دروازہ کھول دیا۔ کجا وہ وقت تھا، کہ اسلامی ممالک کے مسلمان عیسائیت کا شکار ہو رہے تھے، اور کجا یہ حالت کہ آج عیسائی ممالک میں مساجد قائم ہیں، مشن کھلے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے متعصب عیسائی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

آپ نے نہ صرف اپنی تمام زندگی اس کام کے لئے وقف کر دی اور شب و روز اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگے رہے، بلکہ اسے جاری رکھنے کے لئے ایک جماعت قائم کی اور اس کا مقصد بھی یہی قرار دیا اور ایسے رنگ میں اس کی تنظیم کی، کہ یہ کام مستقل طور پر باقاعدگی کے ساتھ جاری رہ سکے اور ایسے احکام و ہدایات جاری فرمائیں کہ آپ کی جماعت دوسروں سے ممتاز رہے۔ اور ان کے ساتھ ملکر انہی کی طرح جمود و غفلت کا شکار نہ ہو جائے۔ یہ موضوع اپنی ذات میں ایک مستقل موضوع ہے جس پر اس وقت بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے دوسرے مسلم زعماء کے متعلق یہ بتایا ہے کہ ان کا مقصد زندگی کیا تھا اور اس کے حصول میں وہ کس حد تک کامیاب ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد اور آپ کی زندگی کا مدعا خود آپ کے الفاظ میں پیش کر کے ہم بتلاتے ہیں کہ آپ کے مخالفین کی آپ کے کام اور اس میں کامیابی کے متعلق کیا رائے ہے۔ اپنی زندگی کے مقصد کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے دانشمندو! اِس سے تعجب مت کرو، کہ خدا نے اِس ضرورت کے وقت میں اور اِس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعتِ نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دُنیا میں بھیجا۔۔۔۔۔۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ، کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار رُوحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے مَیں اِس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا، کہ میں وُہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (رسالہ فتح اسلام)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ، جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو، کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آگیا، جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ رسول محمدؐ عربی جس کو گالیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی گئیں، جس کے نام کی بے عزتی کی گئی، جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانے میں لکھ کر شایع کر دیں، وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول کرنے میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اس رسولؐ کو عزت کا تاج پہنایا گیا۔ اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں، جس سے خدا مکالمہ ومخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴)

پھر فرماتے ہیں:۔

"غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے۔ کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دُنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں بھی یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں، کہ اگر دُنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں، اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہونگا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا، کہ میری رُوح میں زیادہ طاقت ہے، بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اسکے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں۔ اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہُنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں، اور اس سے محبت رکھتا ہوں۔ اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے، جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے، اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا اور یہ وعدہ ہے ایّدھم بروح منہ اور یہ وعدہ ہے کہ ویجعل لکم فرقانًا۔ اس وعدے کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے۔"

(چشمۂ معرفت کے ساتھ کا مضمون مطبوعہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۰، ۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور عالم تصنیف براہین احمدیہ کے شروع میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو تمام کی تمام حقانیتِ اسلام، فضیلتِ قرآن کریم اور صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مضامین سے پُر ہے، ایک انعامی اشتہار دیا ہے۔ جو دراصل تمام ادیان کے زعماء کے نام ایک چیلنج ہے۔ اِس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"مَیں جو مصنّف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں، یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملّت کے جو حقانیت فرقانِ مجید اور نبوّت حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شایع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں، کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے گئی ہیں، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلا دے یا اگر تعداد میں اُن کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا رُبع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے، یا اگر بکلّی پیش کرنے سے عاجز ہو، تو ہمارے دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہیئے تھا، ظہور میں آگیا۔ مَیں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدوں گا"

(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"طالب حق کے لئے کہ جو اسلام کے قبول کرنے پر دلی سچائی اور روحانی صدق اور خالص اطاعت سے رغبت ظاہر کرے۔ ہم ہی اس طور پر اس کی تسلّی کا ذمہ اٹھاتے ہیں۔ وان کان احد فی شك من قولی فلیرجع الینا بصدق النکلم واللہ علیٰ مانقول قدیر وھو فی کلِ امر نصیر" (حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳)

"سو اب ہم برہمو لوگوں اور دوسرے مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں، کہ جو کچھ ہم نے الہام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اب بھی امّت محمدیہ کے کامل افراد میں پایا جاتا ہے۔ اور انہیں سے مخصوص ہے۔ ان کے غیر میں یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز پایا نہیں جاتا۔ یہ بیان ہمارا بلا ثبوت نہیں۔ بلکہ جیسا بذریعہ تجربہ ہزارہا صداقتیں دریافت ہو رہی ہیں ایسا ہی یہ بھی تجربہ اور امتحان سے ہر ایک طالب پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور اگر کسی کو طلب حق ہو تو اس کا ثابت کر دکھانا بھی ہمارا ہی ذمہ ہے بشرطیکہ کوئی برہمو یا اور کوئی منکر دین اسلام کا طالبِ حق بن کر اور بصدق دین اسلام قبول کرنے کا وعدہ تحریری مشتہر کر کے اخلاص اور نیک نیتی اور اطاعت سے رجوع کرے۔ فان تولوا فان اللہ علیمٌ بالمفسدین۔" (حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۶)

"اس زمانے کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریہ اور دوسرے مخالف چونک نہ اٹھیں، کہ وہ برکتیں کہاں، وہ آسمانی نور کدھر ہیں۔ جن میں امتِ مرحومہ حضرت خاتم الانبیاء کی مسیح اور موسیٰ کی برکتوں میں شریک ہے۔ اور ان نوروں کی وارث ہے، جن سے اور تمام قومیں اور تمام اہل مذاہب محروم اور بے نصیب ہیں۔ اس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے بارہا ہم نے اس حاشیے میں لکھ دیا ہے، کہ طالبِ حق کے لئے کہ جو اسلام کے فضائل خاصہ دیکھکر فی الفور مسلمان ہونے پر مستعد ہے۔ اس کا ثبوت دینے کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں۔" (حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۷)

آپ کے دعاوی اور مقاصد کے متعلق یہ اقتباسات پیش کرنے کے بعد اب ہم آپ کے مخالفین کے بیانات سے ہی یہ بتاتے ہیں، کہ آپ کو اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ اور کہ ان کے نزدیک واقعی آپ اس دعوے میں راستباز تھے۔ اور جب مخالفوں کی یہ رائے ہو، تو پھر اس کے اثبات کے لئے کسی دوسرے شاہد کی کوئی حاجت نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ الفضل ما شھدت بہ الاعداء۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت

ہر شخص جانتا ہے کہ مولوی صاحب حضور کے شدید ترین مخالف تھے۔ آپ ہی نے سب سے قبل حضور علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا لیکن حضور کی خدمات اسلامی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین میں ایسے کم نکلیں گے۔ ...... ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی - (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۷۶)

"اس کا مؤلف اسلام کی مالی، جانی، قلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے، جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے، جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی ولسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بیڑا اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو، کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو، وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹)

پھر لکھا ہے:۔

"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ لی ہے۔ اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدّی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے، کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائلِ عقلیہ قرآنیہ و معجزاتِ نبویہ محمدیہ بچشمِ خود دیکھ لے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۴۸)

مرزا حیرت دہلوی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے مخالفین میں سے تھے، مگر حضور کی وفات پر آپ نے لکھا:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی ہیں، اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا ...... آج سارے پنجاب، بلکہ بلندئی ہند میں بھی اِس قوت کا لکھنے والا کوئی نہیں ...... واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے ...... اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہوکر اپنا راستہ صاف کیا، اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔ اس کے ہر دعوئے پر اس کے مریدوں کی طرف سے اٰمنّا و صدّقنا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اور ان آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مرحوم کو اس کی زندگی میں کتنی کامیابی نصیب ہوگئی تھی۔"

(کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

اخبار وکیل نے جو اُن دنوں پُورے عروج پر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا:۔

"وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ، اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے تھے۔ اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دُنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہوکر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا تھا ...... ایسے نازکش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دُنیا میں انقلاب کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحبؑ کی رحلت کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار رفعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے عرصہ تک ہمارے دشمنوں کو پست و پامال بنائے رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے ...... مرزا صاحبؑ کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر اُن سے ظہور میں آیا، قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان کچھ نہ کرتے تھے۔ یا نہ کر سکتے تھے۔ مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھیگی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنیوالوں کی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا، اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے، اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنفوان نظر آئے، قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ بانیٔ آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں آخر عمر تک مصروف رہے۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے، ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جکیں۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور اس میں کلام نہیں کہ مرزا صاحبؑ میں ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی مخصوص قابلیت تھی۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو، جو اپنی اعلےٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مقابلہ میں صرف کر دے۔"

اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ نے لکھا۔ کہ :-

"مرحوم نے شمشیرِ قلم عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔ آپ کی پہلی کتاب، اسلام کے ڈیفنس میں نکلی۔ جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

مولوی ممتاز علی صاحب اڈیٹر تہذیب نسواں نے لکھا۔ کہ :-

"مرحوم نہایت باخبر عالم، بلند ہمت، معصوم اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مسیح موعود نہیں مانتے، لیکن ان کی ہدایت، راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا :-

"مرزا صاحبؒ نے اپنی پُر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کے ان لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحبؒ نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ایسے اولو العزم حامیٔ اسلام اور معین المسلمین، فاضل اجل، عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس ہے۔"

اخبار وکیل نے ایک اور پرچہ میں لکھا :-

"غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے لکھیں، ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہؤا وہ اب تک نہیں اترا ہے۔ ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا۔ اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دُنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔" (۳۰ر مئی ۱۹۰۸ء)

جماعت احمدیہ کی شدید ترین مخالف مجلس احرار کے صدر چودھری افضل حق صاحب نے لکھا ہے کہ :-

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بیجان تھا جس میں تبلیغی حِس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا، ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہؤا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے، بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صہ ۴۶)

پادری والٹر ایم۔ اے سیکرٹری وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور نے اعتراف کیا ہے۔ کہ :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میں نے قادیان میں ایک ایسی جماعت دیکھی جس میں مذہب کے لئے وہ سچا اور زبردست جوش ہے جو ہندوستان میں عام مسلمانوں میں آج کل مفقود ہے۔"

امریکہ کے مشہور پادری ایچ کریمر ۱۹۳۱ء میں قادیان آئے تھے۔ اسے دیکھنے کے بعد انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا:۔

"ہندوستانی مسلمانوں پر عام طور پر مایوسی کا عالم طاری ہے۔ برخلاف اس کے جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی تمام توجہ اور طاقت تبلیغ اسلام پر خرچ کر رہے ہیں۔ وہ اسلام کو سیاسی نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھتے، بلکہ اس کو محض صداقت اور خالص حق سمجھ کر تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں۔ مسلمانوں میں صرف یہی ایک جماعت ہے، جس کا واحد مقصد صرف تبلیغ اسلام ہے ...... ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت کو دیکھ کر بے تحاشا صدآفرین نکلتی ہے ...... یہ لوگ اسلام کے لئے جوش اور اس کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں۔ اور وہ اسلام کی محبت میں اس قدر اندھے اور مجنون ہو رہے ہیں، کہ جسقدر انسانی قلب کے لئے ممکن ہے۔" (مسلم ورلڈ بابت اپریل ۱۹۳۱ء)

اخبار تیج ۲۷ جولائی ۱۹۲۷ء نے لکھا تھا۔ کہ:۔

"تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس، مؤثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے۔ آج تک ہم نے اس خوفناک جماعت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اگر ہے تو فی الحال ہم اسے سمجھ نہیں سکے۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے، جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا، لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے، جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی، تو کسی وقت موقع پاکر ہمیں بالکل جھلس دیگی۔"

اگرچہ اس قسم کے حوالوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مقصد و مدعا کے اثبات کے لئے یہ بالکل کافی ہیں۔ سلسلہ کے شدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معاندین اعتراف کر چکے ہیں، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے زبردست پہلوان اور بطلِ جلیل تھے۔ اور دشمن کی شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین ۝

تفسیر سروری

یعنی جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو اردو میں چھپتی رہی ہے۔ اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے۔ اس کی گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارہ تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے، اس کے پڑھنے سے حسبِ استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپیہ تھی؛ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر رسالہ ریویو اردو ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بے بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلد کی قیمت سات روپے آٹھ آنے ہے ۞

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعۂ صلیب پر اناجیلِ مروّجہ کی روشنی میں ایک نظر

(از جناب مبارک احمد خاں صاحب ایمن آبادی)

حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے متعلق اسلام کی تعلیم از روئے قرآن شریف واحادیثِ صحیحہ یہی ہے، کہ وہ دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اُن کے آسمان پر جانے کا عقیدہ از روئے عقل ونقل غلط ہے۔ مدّعیانِ حیاتِ مسیحؑ کے پاس سوائے تاویلاتِ بعیدہ کے کوئی یقینی ثبوت حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے یا آسمان پر جانے کا نہیں۔ ہم حضرت مسیح علیہ السّلام کو ان معانی کے رُو سے زندہ اور آسمان پر مانتے ہیں، جن کی رُو سے ہر ایک نبی، صدیق، شہید اور صالح آسمان پر ہے۔ اور جس زندگی میں ہمارے سیّد و مولیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر ایک نبی کو معراج میں آسمان پر دیکھا۔

اور سب نبیوں سے بڑھ کر زندہ نبی تو ہمارے سیّد و مولےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، جن کی زندگی کے نور سے ہر زمانہ میں ہزاروں اولیاء، صلحاء ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے یہودیوں اور عیسائیوں کا جھگڑا قریبًا دو ہزار سال سے چلا آتا ہے۔ اور دونوں قومیں یعنی یہود اور نصاریٰ اِس امر پر متفق ہیں، کہ فی الحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کو ہی صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ ان کی جگہ کسی دوسرے شخص کو صلیب دیئے جانے کا اُن کی کتب میں کوئی ذکر نہیں لیکن نہ معلوم فیج اعوج کے مسلمانوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو چھت پھاڑ کر آسمان پر لیجانا اور کسی اور شخص کو حضرت مسیحؑ کے مشابہ بنا دینا اور اس کا صلیب پر چڑھایا جانا کہاں سے لے لیا۔

بہرحال مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآن شریف اور احادیثِ صحیحہ کی رُو سے بالکل باطل ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے زبردست دلائل کی عام اشاعت کی وجہ سے نہ صرف عام طور پر اب اِس عقیدے سے مسلمان متزلزل ہو رہے ہیں، اور مولوی کہلانیوالے بھی اِس موضوع سے بدکنے لگے ہیں، بلکہ مسلمانوں کی مشہور قدیمی یونیورسٹی جامعۂ ازہر مصر کے علماء بھی صاف اور واضح الفاظ میں یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ کہ ”حضرت عیسےٰ کے بارے میں قرآنی آیات بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اُن کو وفات دینے، رفع کرنے اور کافروں کے شر سے بچانے کا وعدہ فرمایا تھا، اور یہ وعدہ یقیناً پورا ہو چکا ہے، اور حضرت عیسٰےؑ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ زندہ نہیں بلکہ دوسرے انبیاءؑ کی طرح وفات پانے کے بعد اس جسمِ کثیف سے علیحدہ ہو کر دوسرے انبیاء کے ساتھ ابدی حیات کے وارث ہو چکے ہیں۔" یہ مفصّل فتوےٰ جس کا ملخص ہم نے درج کیا ہے، مصر کے اخبار الرسالۃ مورخہ ۱۱ رمئی ۱۹۴۲ء میں شایع ہو چکا ہے۔ جس کی نقل مطابق اصل دفتر نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے اِس غلط اور بے بُنیاد عقیدہ کی تردید میں گو بیسیوں دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں، لیکن اِس وقت محض اناجیلِ مروّجہ کے رُو سے واقعۂ صلیب پر روشنی ڈالنا ہمارا مقصود ہے۔

۱۔ اولاً یہ امر قابلِ غور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا" (متی باب ۱۵ آیت ۲۴)

۲۔ اپنے خاص شاگردوں کو منادی کرنے کی ہدایات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی باب ۱۰ آیت ۵)

۳۔ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑخانے کی نہیں۔ مجھے ان کا لانا بھی ضرور ہے۔ اور وہ میری آواز سُنیں گی" (یوحنا باب ۱۰ آیت ۱۵، ۱۶)

یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ دسؔ فرقے جن کو شاہ لنذر شاہ اسور سامریہ سے مسیحؑ سے سات سَو اکیس (۷۲۱) برس پہلے اسیر کر کے لے گیا تھا، وہ ہندوستان اور اس کے نواحی ممالک میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ مشہور فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفر نامہ کی جلد دوم میں کئی محققوں کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ کہ :۔ "کشمیر کے باشندے دراصل یہودی (بنی اسرائیل) ہیں۔ کہ جو تفرقہ شاہ اسور کے زمانہ میں اس مُلک میں آ گئے تھے"۔

حضرت مسیحؑ کے وقت میں یہود کے جو فرقے فلسطین میں موجود تھے۔ وہ "کھوئے ہوئے نہ تھے"۔

اگر اُن کو رُوحانی طور پر بھی کھویا ہوا مان لیا جائے تو جو مذکورہ دس فرقے دُور دراز ملکوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں جلاوطن ہو چکے تھے وہ تو جسمانی اور روحانی دونوں طرح سے کھوئے ہوئے تھے اور اُن کو بچانا حضرت مسیح علیہ السلام کا اوّلیں فرض تھا۔ کیونکہ وہ مشرقی ممالک کی "کھوئی ہوئی بھیڑیں" اپنے گلہ بان کی منتظر بھی تھیں۔ اور جب اُن کے ممالک میں مسیحؑ کی پیدائش کا ستارہ نظر آیا، تو وہ یورپ (مشرقی ممالک سے یروشلم کو گئیں، تاکہ اس کی زیارت کریں۔ (متی باب ۲ آیت ۲)

مشرقی ممالک کے جلاوطن شدہ یہود کے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تعلق کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں، کہ حضرت مسیحؑ کب اور کس طرح شام سے ان "کھوئی ہوئی بھیڑوں" کے پیچھے آئے۔

فلسطین کے یہودیوں نے اُن کی سخت مخالفت کی اور اُن پر بدکار (یوحنا ۱۸/۳۰) اور حکومتِ وقت کا باغی ہونے اور حکومت کو ٹیکس دینے سے رعایا کو روکنے کا الزام لگایا۔ (لوقا باب ۲۳ آیت ۱ تا ۳) اور اُن سے کوئی نشان مانگا، جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن کو جواب دیا:-

"اِس زمانے کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا، کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم (مسیحؑ) تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی باب ۱۲- آیت ۳۹ تا ۴۱)

ظاہر ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں فوت نہیں ہوئے تھے، بلکہ زندہ داخل ہوئے اور اس کے پیٹ میں زندہ ہی رہے۔ حتّٰی کہ اِس حالت میں خدا سے اپنی سلامتی کے لئے دُعا بھی کرتے رہے "یونس تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یونس نے مچھلی کے پیٹ میں خدا سے دُعا مانگی۔" (یونا ۱/۱۷ و ۲/۱)

اگر حضرت مسیح مصلوب ہو کر مُردہ لاش کی صورت میں قبر میں رکھے جاتے، تو حضرت یونس علیہ السلام سے آپ کی مشابہت درست نہ ٹھہرتی۔ پس ضروری تھا، کہ حضرت مسیحؑ یونس علیہ السلام کی طرح زندہ ہی قبر میں رکھے جاتے۔ اور وہاں زندہ ہی رہتے اور پھر زندہ ہی نکلتے۔ اور جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کے لئے مَوت کے اسباب جمع ہو جانیکے باوجود مَوت واقع نہ ہوئی، ایسے ہی حضرت مسیحؑ کا باوجود اسباب مَوت کے جمع ہو جانیکے زندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلامت رہنا ضروری تھا۔

پس حضرت مسیح علیہ السلام کے اس کلام کا مطلب یہی تھا، کہ میں صلیب پر لعنتی موت نہیں مروں گا، بلکہ حضرت یونس علیہ السلام کی طرح صرف تین دن رات غشی کی حالت میں رہوں گا۔ چنانچہ صلیب کے واقعہ کا تذکرہ اس حقیقت کو اچھی طرح آشکار کرتا ہے لکھا ہے۔ کہ یہودیوں کے پکڑوانے پر حاکم سمجھ گیا کہ "انہوں نے اُس کو حسد سے پکڑوایا ہے"۔ (متی ۱۸/۲۷)

گویا کہ حاکم پر یسوع کی بے گناہی ثابت تھی۔" اور جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی بیوی نے اُسے کہلا بھیجا، کہ اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اسکے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۱۹)

پس حاکم کی بیوی پر جب خواب میں مسیح کی بے گناہی ثابت کی گئی، تو اس نے حضرت مسیح کو راستباز اور بے گناہ سمجھ کر اس کی رہائی کی ترغیب دی۔ چنانچہ "پیلاطس (حاکم) اُسے چھوڑنے کی کوشش کرنے لگا"۔ (یوحنا باب ۱۹۔ آیت ۱۲) لیکن جب یہودیوں نے اصرار کیا، تو حاکم نے انہیں یوں مخاطب کیا:۔

"یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا کہ صلیب دی جائے۔ اُسنے کہا کیوں اسنے کیا بُرائی کی ہے؟ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر بولے، کہ اس کو صلیب دی جائے۔ جب پیلاطس (حاکم) نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا، بلکہ اُلٹا بلوا ہوا جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا (اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْ دَمِ ھٰذَا الْبَارِّ اَبْصِرُوْا اَنْتُمْ) کہ میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب دیکر کہا۔ کہ اِس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۲۲ تا ۲۵)

بالآخر وہ دو چوروں کے ہمراہ صلیب پر کھینچا گیا۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۳۸ تا ۴۴)

صلیب پر مسیح کو فسح کی تیاری۔ کے دن چھٹے گھنٹے کے قریب چڑھایا گیا"۔ (یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۴)

صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت یعنی فسح کی تیاری کے چھٹے گھنٹے سے لیکر نویں گھنٹے تک ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۴۵)

نویں گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتانی۔ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۴۶)

اس سے پہلی رات وہ بہت تضرع اور زاری کے ساتھ خدا کے حضور سلامتی کے لئے دعائیں کرتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا ہے۔ کہ:۔

"وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کے (مُنہ کے بل) دُعا مانگنے لگا۔ کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے ٹل جائے۔ اور کہا۔ اے ابّا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالے (صلیبی مَوت) کو میرے پاس سے ہٹالے۔" (مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۵۔۳۶)

اور لکھا ہے۔ کہ:۔

"اُس نے اپنی بشریّت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُس سے دُعائیں کیں جو اُس کو مَوت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷)

یہ ساری چیخ و پکار اور آہ و زاری کیوں تھی؟ کیا خدا کا پیارا مسیح اور اللہ کا اولوالعزم نبی مَوت سے ڈرتا تھا اور اس دارِ ناپائیدار اور بے ثبات گھر کی جدائی کا خیال اُسے خون کے آنسو رُلا رہا تھا۔ اور فانی دُنیا کی محبّت اُس سے آہ و زاری کرا رہی تھی؟ نہیں، اور ہرگز نہیں، خدا کے پیارے مَوت سے دلگیر نہیں ہوتے، اور نہ ہی خدا کی راہ میں کسی بڑی سے بڑی تکلیف سے خوف کھاتے ہیں۔ خدا کا پیارا مسیح بھی مَوت اور صلیب کی تکلیفوں کے خوف سے چیخیں مار مار کر آہ و زاری نہ کر رہا تھا اور نہ ہی سچے مومن اور اللہ کے پیارے کبھی اس طرح خوفزدہ ہوئے ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیبی مَوت (جو لعنتی مَوت سمجھی جاتی تھی) کا ڈر تھا۔ اُسے خوف تھا تو اس امر کا کہ یہودیوں کی کتابوں میں لکھا تھا کہ:۔ "جو صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے" (گلتیوں ۳/۱۳) اور "مصلوب خدا کا ملعون ہوتا ہے۔" (استثنا ۲۱/۲۳) اس لئے اس نے رو رو کر بڑی دل سوزی سے دُعائیں کیں۔ حتّٰی کہ اظہارِ عجز و انکسار کے وقت اُس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا باب ۲۲ آیت ۴۴)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کی آہ و زاری کو سُنا اور اُس کی دُعاؤں کو قبول کیا۔ (عبرانیوں ۵/۷) اور اللہ تعالیٰ نے اُسے صلیبی مَوت سے بچا لینے کے لئے غیب سے اسباب مہیا فرما دیئے۔ چنانچہ صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد یہودیوں نے اس خیال سے کہ لاشیں سبت کے دن صلیب پر نہ رہ جائیں، کیونکہ وہ دن اُن کے نزدیک بڑا مبارک تھا اور عید کی تیاری کا دن تھا۔ حاکم پیلاطس سے کہا کہ اُن کی ٹانگیں توڑی اور لاشیں اتار لی جائیں۔ تب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے چوروں (جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے) کی ٹانگیں توڑیں لیکن جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مرچکا ہے تو اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ (یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۱ تا ۳۴) گویا حضرت مسیح کی بے ہوشی کو موت سمجھ لیا گیا۔ جس پر پیلاطس نے متعجب ہو کر کہا کہ وہ "ایسا جلد مرگیا؟" (مرقس باب ۱۵، آیت ۴۴)

ظاہر ہے، کہ صلیب کے کیل (میخیں) ایسے اعضائے رئیسہ میں نہیں لگائے جاتے تھے جن پر زندگی کا مدار ہوتا ہے۔ صرف ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونکی جاتی تھیں۔ اس لئے ضروری ہوتا کہ کم از کم تین دن تک مجرم صلیب پر لٹکا رہے۔ لیکن اس عرصہ میں بھی وہ مرتا نہ تھا۔ اسلئے جان سے مارنے کے لئے اُس کی صلب کی ہڈی اور ٹانگیں توڑتے تھے۔ چونکہ اصل علت غائی (یعنی موت) صُلب کی ہڈی توڑنے سے حاصل ہوتی تھی، اس لئے اسکو صلیب کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔

حضرت مسیح کو تین گھنٹے کے اندر ہی بغیر کسی ہڈی توڑنے کے اتار لیا گیا تھا۔ پھر صلیب سے اتارے جانے کے بعد اُن کی زندگی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ "دو سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے لہو اور پانی نکلا" (یوحنا باب ۱۹، آیت ۳۴)

اس موقعہ پر ایک بہت بارسوخ اور اس علاقے کا بڑا رئیس شخص یوسف مشیر نامی نے جو نیک اور راستباز تھا اور یہودیوں کی مجلس منتظمہ کا سرکردہ رُکن تھا اور اُن کی (حضرت مسیح کی) قتل کرنیکی تجویز کا دل سے مخالف تھا۔ اور "وہ یسوع کا شاگرد تھا۔ لیکن یہودیوں کے خوف سے خفیہ طور پر" (لوقا $\frac{19}{18}$) یہودیوں کے ڈر سے پیلاطس سے ملا اور یسوع کی لاش لے جانیکی اجازت چاہی پیلاطس نے اجازت دیدی۔ (یوحنا $\frac{19}{38}$)

یوسف مشیر نے یہ دیکھ کر کہ ابھی خدا کا پیارا مسیح زندہ ہے، صلیب دینے کی جگہ کے قریب ہی ایک باغ میں ایک قبر میں رکھا اور اُس کے مُنہ پر ایک پتھر لڑھکا دیا۔ (مرقس $\frac{15}{44}$)

یہ قبر ایک کمرہ کی مانند تھی، جس میں کھڑکی بھی تھی اور پیلاطس کے مشورہ سے صلیب گاہ کے پاس ہی یوسف رئیس نے بنوائی تھی، تاکہ اس میں فوراً حضرت مسیح کو رکھا جاسکے۔ اس میں اور آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش بھی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"قبر کے اندر جا کے انہوں نے (دو عورتوں) ایک جوان کو سفید جامہ پہنے ہوئے دہنی طرف بیٹھے دیکھا" (مرقس باب ۱۶۔ آیت ۵)

چونکہ کئی ایک شاگرد مرد اور عورتیں اُس قبر سے واقف تھیں۔ اس لئے یہودیوں پر راز فاش ہوجانے کے خیال سے یوسف نے رات کے وقت حضرت مسیح کو اس قبر سے نکال لیا جب مسیح کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاگرد وہاں گئے، تو سوائے سُوتی کپڑوں اور رومال کے وہاں کچھ نہ پایا۔

چونکہ خاص حکمتِ عملی کو کام میں لائے بغیر حضرت مسیح کی جان کا بچانا محال نظر آتا تھا اسلئے یہودیوں کے جوشِ غیظ و غضب سے بچنے کے لئے عام طور پر مسیح کو مُردہ مشہور کر دیا گیا، تاکہ وہ لاش کی گم شدگی پر زیادہ تحقیقات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اس لئے جو شاگرد مرد اور عورتیں قبر پر آئی تھیں اور آپ کی لاش وہاں نہ پاکر متعجب تھیں اُن سے دو شخصوں نے کہا تم کیوں زندہ کو مُردوں میں ڈھونڈتی ہو (لوقا باب ۲۴۔ آیت ۵)۔ یعنی حضرت مسیح تو زندہ ہیں اور تم انہیں قبر میں تلاش کر رہی ہو۔

اِس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کو مختلف اوقات میں پوشیدہ طور پر ملتے رہے۔ اور بعض شاگردوں نے جب یہ گمان کیا، کہ شاید یہ حضرت مسیح کی رُوح ہی ہو تو حضرت مسیح علیہ السلام نے اُنہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"اُس نے اُن سے کہا، تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھُو کر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی، جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہکر اُسنے اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔" (لوقا باب ۲۴۔ آیت ۳۸ تا ۴۱)

صلیب سے بچکر آپؑ نے تین دفعہ اپنے شاگردوں سے ملاقات کی اور باغبان کے بھیس ہیں۔ (یوحنا ۲۱/۱۵)

یروشلم سے نکلکر گلیل پہنچے۔ جو کہ اوّل الذکر سے سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (متی ۲۸/۱۶)

حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر مرہم عیسےٰ جس کا دوسرا نام مرہم حواریین یا شلیخا ہے لگائی گئی۔

شلیخا کے معنے ہیں بارہ [۱۲]۔ یہ لفظ حضرت مسیح کے بارہ حواریوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مرہم عیسےٰ کا نسخہ طب کی اُن صدہا کتابوں میں مذکور ہے جو حضرت مسیح کے زمانہ کے قریب ہی لکھی گئیں۔ جن کے مؤلف یہودی، عیسائی، مجوسی ہیں اور مسلمان علماء نے بعد میں اُن کے تراجم شائع کئے۔ ان سب کی کتابوں میں یہ مرہم اِسی نام سے موسوم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کو بجز اِس خاص واقعہ صلیب کے اور کسی موقع پر مرہم کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ جسے حواریوں نے تیار کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکِ شام کے شاگردوں سے علیحدہ ہوکر حضرت مسیح علیہ السلام "بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" کی تلاش میں پُورب کے ممالک کی طرف نکلے۔ اور بموجب وعدۂ قرآنی وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَا إِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ (سورہ مومنون ع ۳) ہم نے مسیح اور اُس کی ماں کو نشان بنایا۔ اور اُن دونوں کو مصیبت کے بعد ہم نے پناہ دی ایک ایسی جگہ کی طرف جو بہت بلند تھی اور جس میں چشمے بہتے تھے"۔ حضرت مسیحؑ نے افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر جنت نظیر میں قیام فرمایا۔ اور پٹھان اور کشمیری قبائل (جو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں تھے) کو خدا کا پیغام سُنایا۔ کشمیر کا لفظ بھی اس طرف اشارہ کررہا ہے۔ کاشمیر کا لفظ کاف اور شمیر سے مرکب ہے۔ جو کاشیر کا بگڑا ہوا ہے۔ یعنی "ملک شام کی طرح" کا علاقہ۔ یہ نام اس ملک کا بنی اسرائیل نے ہی رکھا۔

اور علاوہ ازیں لفظِ مسیح کے معنے ہی اس ہجرت کی دلیل ہیں۔ لُغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں لکھا ہے۔ سُمِّيَ عِيْسٰى بِمَسِيْحٍ لِأَنَّهٗ كَانَ سَائِحًا فِي الْأَرْضِ لَا يَسْتَقِرُّ (صـــ ۴۲۳) یعنی عیسےٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ زمین میں سیر کرتا رہتا تھا۔ اور کہیں اور کسی جگہ اس کو قرار نہ تھا۔ تاج العروس شرح قاموس میں بھی یہ معنے لکھے ہیں۔

پھر ایک حدیث میں مذکور ہے کہ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى عِيْسٰى أَنْ يَا عِيْسٰى انْتَقِلْ مِنْ مَكَانٍ إِلٰى مَكَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰى۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے عیسٰی علیہ السلام کو وحی کی۔ کہ اے عیسٰی تو ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نکل جا۔ ایسا نہ ہو کہ تو پہچانا جائے۔ اور تو تکلیف میں ڈالا جائے"۔ (کنز العمال جلد دوم صـــ ۳۴)

یہ حدیث بالصراحت صلیب کے بعد کے حالات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ اس وقت خوف تھا کہ اگر یہودیوں کو پتہ لگ گیا تو وہ پھر شرارت پر آمادہ ہوجائیں گے۔

نیز حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے پیارے خدا کی جناب میں غریب ہیں۔ عرض کیا گیا۔ کہ غریب کے کیا معنے ہیں۔ فرمایا۔ وہ لوگ جو عیسےٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگتے ہیں"۔ (کنز العمال جلد ۶ صـــ ۵۱)

پس حضرت مسیحؑ ہجرت کرکے کئی ملکوں سے ہوتے ہوئے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس کشمیر پہنچکر شہر سرینگر میں وفات پاکر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔ جہاں اُن کی قبر اب تک موجود ہے اور جسے عوام یوز آسف نبی یا شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہیں۔ یوز آسف دراصل یسوع یا جیزز کا بگڑا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہُوا ہے۔ اور یُوز آصف کے معنے بھی کشمیری زبان میں ڈھونڈنے والے کے ہیں۔

نبی کا لفظ صرف عربی اور عبرانی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آیا۔ اس لئے بہرصورت یہ نبی پہلے انبیاء میں سے تھا۔ شاہزادہ نبی کا لفظ حضرت مسیح کے متعلق بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اناجیل کا بیان ہے کہ آپؑ کا نسب نامہ حضرت داؤد بادشاہ سے ملتا ہے۔ چنانچہ انجیل متی کے ابتداء میں ہی لکھا ہے "یسوع ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ"۔ پھر متی ۹/۲۷ مرقس ۱۰/۴۷ لوقا ۱۸/۱ میں ایک اندھے کا پکارنا کہ "اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر"۔ غرض انجیلوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ ابن داؤد کہلاتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپؑ یروشلم میں یہودیوں کے بادشاہ اور کشمیر میں شاہزادہ نبی مشہور ہوئے۔ کشمیریوں اور افغانوں کا بنی اسرائیل ہونا بڑے بڑے یورپین محققین نے مان لیا ہے۔ اِس حقیقت پر کسی پادری یا مولوی کی بے سرو پا باتیں پردہ نہیں ڈال سکتیں۔

غرض حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے۔ پھر غشی کی حالت میں ایک خاص الخاص شاگرد کو دے دیئے گئے اور مرہمِ عیسےٰ کے استعمال سے شفا پا کر اپنے شام کے شاگردوں سے تین چار دفعہ خفیہ ملاقاتیں کرنے کے بعد ہجرت کر کے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان پہنچے۔ اور نیپال۔ تبت تک آئے۔ واپسی پر حسب وعدۂ قرآنی کشمیر ٹھہرے۔ تبت سے کچھ عرصہ ہوا، قدیم عبرانی زبان کی ایک بہت پُرانی انجیل ملی ہے۔ اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر سرینگر میں فوت ہو کر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے ؎

ابنِ مریمؑ مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنّت ہوا وہ محترم
(المسیح الموعودؑ)

اِن واقعات کی موجودگی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانے کا قصہ عیسائیوں اور اُن سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی محض قیاس آرائی سے بڑھ کر نہیں۔ جس پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی ؁

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاع

مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے حسب ذیل رقوم ۱۸ مارچ لغایت ۲۹ اپریل ۱۹۴۳ء وصول ہوئی ہیں جو ان کی اطلاع کے لئے شائع کیجاتی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء :-

منیجر

نام	رقم	نام	رقم
غلام رسول صاحب منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ	ہے/	عبدالرحمٰن صاحب سیٹھ وعہ	ہے/
محمد صدیق صاحب امام الصلوٰۃ کھوکھر غربی گجرات	عسہ/	خدا بخش صاحب خانیوال	۸/
شہاب الدین صاحب اپیل نویس مردان	ہے/	عبدالجلیل خانصاحب مزنگ لاہور	عسہ/
ڈاکٹر اختر محمود صاحب	ہے/	عبدالغنی صاحب سٹینو گرافر جھنگ	عہ/
نذیر احمد ولد شادالدین صاحب امرت سر	ہے/	شاہ محمد صاحب سٹیشن حکیم	ہے/
محمد نقی سٹور پٹیالہ	عہ/	عبدالمنان خانصاحب کالٹھ گڑھ	ہے/
حکیم محمد اسمٰعیل صاحب ڈہاک ضلع شاہپور	عسہ ۳/	شیر محمد صاحب مجوکہ ملتان	۴/
سید غلام الدین صاحب سمبلور	عہ/	ڈاکٹر محمد دین صاحب گنج لاہور	۴/
ناصر احمد حوالدار کلرک بنوں	ہے/	اللہ دتہ حمزہ غوث سیالکوٹ	عسہ/
میسرز باداپر دمن سنگھ امرت سر	للعہ/	چوہدری فضل احمد کراچی	عہ/
بابو محمد بخش صاحب سب پوسٹماسٹر سنور	عسہ ۸/	سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	صہ/
مولوی محمد رحم الدین صاحب سہارنپور دہلی	عہ/	ہدایت اللہ منصور دہلی	عسہ ۸/
محمد احمد صاحب پانی پت طالب علم مدرسہ احمدیہ	عسہ ۸/	محمد ظفر الاسلام صاحب بمبئی	ہے/
مرزا محمد صفدر مزنگ لاہور	عہ/	جمال الدین صاحب ڈگری گھماں	ہے/
غلام محمد صاحب کرڈیال ضلع امرتسر	ہے/	ڈاکٹر مرزا اکبر بیگ صاحب لنگروال	ہے/
محمد صدیق بیگ صاحب قصور	عہ/	بابو غلام رسول صاحب گڈس کلرک	ہے/
ملک برکت اللہ صاحب جھانسی	۸/	منشی احمد حسین صاحب احمدی دہلی	عسہ ۱۲/
صدر دین صاحب سیکرٹری مال شورکوٹ	ہے/	دفتر بہشتی مقبرہ ماہ اپریل ۱۹۴۳ء	للعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام	رقم	نام	رقم
غلام رسول صاحب جٹھی رساں رعیتہ	سے	سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	صہ
پریذیڈنٹ احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امرتسر	عہ	صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب قادیان	سے
ایچ ایم مرغوب اللہ صاحب مالاکنڈ	۸ر	مولوی رحیم الدین صاحب دارالفضل	۸ر
مہر شیر محمد صاحب سب جج پاکپٹن	سے	صوفی علی محمد صاحب بحساب سید مبارک علی شاہ صاحب	سے
سیٹھ اسمٰعیل آدم آف بمبئی	سے	شیخ خورشید احمد صاحب دھوری پٹیالہ	عہ

وی۔پی!

اِس ماہ بعض خریداروں کو وی۔پی کیے گئے ہیں۔ اُن کا اخلاقی اور قومی فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ وی۔پی وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ اور جن خریدار اصحاب کا چندہ یکم جولائی سے پہلے کسی تاریخ کو ختم ہو چکا ہے وہ منتظر رہیں۔ اُن کو انشاءاللہ دوسرا پرچہ وی۔پی آئے گا۔ بہتر ہوگا کہ وہ ۳۱ر جولائی سے قبل اپنا بقایا صاف کر دیں۔ تا دفتر کو وی۔پی کرنے کی ضرورت پیدا نہ ہو۔

—— مینیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں!

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شایع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو دفتر کو اطلاع کردے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۷۴۸۴:۔ منکہ سلطان احمد لبرا ولد چوہدری غلام رسول صاحب قوم لبرا جٹ پیشہ زمیندارہ عمرہ ۲۳ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۹ شمالی۔ ڈاکخانہ سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۵/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ اور میرے تمام اخراجات کے ذمہ وار میرے والد صاحب ہیں۔ اور میں مشترکہ طور پر اپنے بھائیوں اور والد صاحب کے ساتھ زمیندارہ کرتا ہوں۔ اور حسب ضرورت اپنے اخراجات کیلئے والدین سے حاصل کر لیتا ہوں جسکی کوئی معین صورت نہیں ہے۔ میں تا زیست اپنی غیر معین آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ سلطان احمد لبرا موصی۔ گواہ شد:۔ غلام احمد موصی گواہ شد:۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۷۴۸۳:۔ منکہ سلطان احمد طاہر ولد پیر محمد قوم مانگر پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگٹ اونچے (حال دار الفضل قادیان) ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت ایک کنال زمین محلہ دار السعة میں ہے جو میں نے مبلغ تین صد روپیہ میں خرید کی ہے۔ اس میں مبلغ دو صد روپیہ ادا کر چکا ہوں۔ یکصد روپیہ ابھی میرے ذمہ ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۳۹/- روپے تنخواہ ۹/- روپے جنگ الاؤنس۔ کل مبلغ ۴۸/- روپے ہے۔ میں تا حین حیات اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اسکے علاوہ اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ سلطان احمد طاہر کارکن ایم۔ این سنڈیکیٹ محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد:۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے کارکن جامعہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ محمد الدین معلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتایں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شایع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے - (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۴۳۲۷ :- منکہ مسماۃ بھاگو زوجہ جہان خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۶ء ساکن صالح نگر ڈاکخانہ کاگاؤں ضلع آگرہ صوبہ یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۴-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :- میرے پاس اسوقت از قسم زیور صرف ایک عدد ہنسلی نقرئی ہے جو وزنی ۲۵ تولہ ہے جو ایک روپیہ آٹھ آنہ تولہ کے حساب سے اسکی قیمت -/۸/۲۷ ہے۔ ایک عدد مکان جسکی قیمت -/۶۰۰ روپے ہے۔ کل رقم -/۸/۶۲۷ ہوتی ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت -/۱۲/۶۳ ہوتی ہے - جو میں اپنی زندگی میں ادا کر دونگی۔ اگر اس کا کچھ حصہ ادا نہ کر سکوں تو میرے تین لڑکے مخلص احمدی ہیں وہ ادا کر دینگے۔ اور مبلغ ۴ روپیہ اعلان وصیت اور شرط اول ادا کر دیا ہے۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اسکے علاوہ بھی میرے مرنیکے بعد کوئی جائیداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی تحریر کنندہ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال۔ الامتہ :- بھاگو اہلیہ جہان خاں موصیہ۔ گواہ شد :- عبدالرحیم ملکانہ پسر موصیہ۔ گواہ شد :- بشیر احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ علاقہ ساندھن ؁

نمبر ۴۳۳۶ :- منکہ عزیزہ بیگم زوجہ چوہدری عبدالرحمن صاحب عاجز قوم ارائیں۔ عمر ۲۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن شہباز پور ڈاکخانہ نند اچور ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۴-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۱- میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲- اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:- ۱- دس مرلہ زمین برائے مکان جو کہ میرے والد صاحب نے مجھے دی ہے جسکی قیمت بحساب -/۵۰۰ فی گھماؤں مبلغ -/۴/۳۱ روپے ہے۔ پازیب نقرئی قیمتی -/۴۰ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلپ طلائی ایک تولہ قیمتی -/۵۷ - انام طلائی یک تولہ قیمتی -/۵۷ روپے - سرور یا نقرئی قیمتی -/۱۰ روپے اور حق مہر مبلغ دو صد روپیہ جو بذمہ خاوند ہے یعنی میری کل جائیداد مبلغ -/۴/۳۱۴ بنتے ہیں - جسکا ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/۲/۴۳ ہوتا ہے - الامتہ :- عزیز بیگم موصیہ بقلم خود - گواہ شد :- فتح محمد ہیڈ ماسٹر چک ۹۶/۱۲ ب خسر موصیہ - گواہ شد :- عبدالرحمن ٹرینیس کلرک سول سنٹر گورنمنٹ ہائی سکول ملتان ‌٭

نمبر ۷۴۴۷ :- منکہ حافظ قاری فتح محمد ولد چوہدری چراغدین صاحب قوم راجپوت ٹھاکر پیشہ تعلیم قرآن عمر ۴۶ سال تاریخ بیعت ۱۱/۴۳ ساکن نڈالا تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۵/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں - البتہ میری ماہوار آمد اسوقت سولہ روپے ہے - اگرچہ یہ آمد مستقل طور پر معین نہیں - مَیں اس آمد کا ۱/۸ حصہ ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ادا کرتا رہونگا - اگر میری آمدنی میں کمی بیشی ہوگی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہونگا - اسکے علاوہ وفات کے وقت اگر کوئی جائیداد میری ثابت ہو تو اسکے ۱/۸ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد :- حافظ قاری فتح محمد غفر لہ الصمد نشان انگوٹھا - گواہ شد :- میرا غلام نبی سپنتائی قصور - گواہ شد :- محمد صدیق بیگ سینٹری انسپکٹر قصور ‌٭

نمبر ۷۴۴۳ :- منکہ سردار اختر زوجہ رشید احمد صاحب ارشد قوم بھٹی راجپوت - عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے - کڑے طلائی دو عدد ۵ تولہ - ہار طلائی ۵ تولہ - زنجیر طلائی ۱/۲ تولہ - کنگنیاں ۲ عدد یکتولہ - انگوٹھی طلائی ۴ عدد ۱/۲ تولہ کلپ طلائی تین عدد ۱/۲ ۱ تولہ - کانٹے دو جوڑی ۳/۴ ۱ تولہ - کل میزان ۱۵ تولہ - نیز زر مہر مبلغ ہزار روپیہ جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے - کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اسکے علاوہ اگر میری زندگی میں کوئی اور جائیداد ہوئی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر اپنی زندگی میں اس رقم کا کوئی حصہ ادا کر دیا تو اسقدر رقم حصہ وصیت سے منہا کر دیجائیگی - اور باقی رقم کی ادائیگی کے ذمہ دار میرے وارث ہونگے اور کسی قسم کی دلیل نیت نہیں کر سکینگے - الامتہ :- سردار اختر بقلم خود موصیہ - گواہ شد :- رشید احمد ارشد خاوند موصیہ - گواہ شد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷۰۶۸ :- سلطان احمد ولد حسین بخش صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال
تاریخ بیعت ۱۹۴۱ء ساکن پیرو والی ڈاکخانہ ہیجگرائیں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و
اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۲/۲/۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار
آمد مبلغ -/۱۸ روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ داخل کراتا
رہونگا اور اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میری آمد میں کمی بیشی ہو تو اسکی اطلاع مجلس
کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جسقدر میری
جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔
سلطان احمد سپاہی ۱۹۹۸۸ پلاٹون ۱۰ بی کمپنی ۳/۱۵ پنجاب رجمنٹ حال کاکول ضلع ہزارہ۔
گواہ شد :- حوالدار ظہور الدین باجوہ۔ گواہ شد :- جمعدار محمد اشرف ؛

نمبر ۷۰۲۴ :- بھاگن بی بی زوجہ شیخ دین محمد صاحب احمدی قوم شیخ عمر ۵۰ سال
ساکن موگا ڈاکخانہ خاص ضلع فیروزپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۳/۲۲/۱ حسب ذیل
وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت بالیاں نقرئی وزنی ۱/۲ تولہ قیمتی -/۱۰/۱ مہر بذمہ خاوند
مبلغ -/۶/۲۲۔ کل -/۴/۲۳ روپے۔ لیکن چونکہ عورت کی وصیت کا معیار کم از کم یکصد روپیہ کی مالیت
ہے اسلئے مَیں یکصد روپیہ کی مالیت کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ کمی مَیں اپنے بچوں سے لیکر
پوری کرتی ہوں۔ اور یکصد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ یعنی -/۱۰ روپے نقد ادا کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر بوقت
وفات میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی اور
اگر مجھے اپنی زندگی میں کسی قسم کی آمد ہوئی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کرتی رہونگی۔ الامۃ :- بھاگن بی بی
زوجہ شیخ دین محمد احمدی موگا۔ گواہ شد :- شیخ لعل محمد احمدی پسر موصیہ و کاتب وصیت۔ گواہ شد :-
نشان انگوٹھا شیخ دین محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد :- محمد بشیر بھٹی زیرہ ؛

نمبر ۷۰۹۵ :- منکہ عبد المجید ولد مولوی وزیر الدین احمد صاحب مرحوم قوم صدیقی،
پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع جگاؤں ڈاکخانہ پورینی ضلع بھاگلپور صوبہ بہار۔
بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲/۲/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت جو جدی
جائیداد ہے وہ ہم چار بھائیوں اور دو بہنوں میں مشترکہ ہے جسکی تفصیل کا مجھے اسوقت علم نہیں لیکن میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ میں ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی جمشید پور کا ملازم ہوں اور میری ماہوار تنخواہ مع الاؤنس وغیرہ شامل کرکے تقریباً -/۲۰۰ روپے ہے لیکن مستقل مشاہرہ -/۶۷ روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو کہ میں تازیست ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہونگا۔ اسکے علاوہ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں حصہ جائیداد کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کراکر رسید حاصل کرلوں تو وہ حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائیگی۔ العبد۔ عبدالمجید موصی بقلم خود۔ گواہ شد۔ بشیر احمد چغتائی نائب امیر جمشید پور۔ گواہ شد۔ علی ابن عبدالقادر۔

نمبر ۷۴۶۹ :۔ منکہ جلال بیگم بیوہ میاں نظام الدین صاحب قوم اعوان عمرہ ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۸ء ساکن قادیان دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد بروئے فیصلہ محکمہ قضاء قادیان بروئے تقسیم میرے حصہ میں آئی تھی مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) مکان پختہ دو منزلہ واقع محلہ دارالرحمت جسمیں سے بالاخانہ سالم و نچلی منزل سے صحن معہ درختان و کمرہ مشرقی میرے اور میری دختر اور میرے پسر ہر دو نابالغان کے حصہ میں آچکا ہوا ہے مسل قضاء میں موجود ہے۔ ایک دکان در آمدہ معہ بالاخانہ واقع آبادی قادیان متصل مہمانخانہ جو میرے اور لڑکا اور لڑکی ہر دو نابالغان کے حصہ میں آچکا ہوا ہے۔ مسل قضاء میں موجود ہے۔ اسکے علاوہ میری جائیداد منقولہ مبلغ -/۴۰۰ روپے میرا حق مہر ہے جس میں سے -/۲۰۰ روپیہ واجب الوصول ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ میں محنت مشقت کرکے اپنا اور بال بچوں کا گزارہ کرتی ہوں جو قریباً نو روپے ماہوار ہوتی ہے۔ جسکی ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد پائی جاوے تو اسکے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں جائیداد کی وصیت میں سے ادا کر دوں اور اسکی رسید دکھا دوں تو اتنی رقم وصیت میں سے منہا بھی جائیگی۔ الامتہ:۔ جلال بیگم موصیہ۔ گواہ شد۔ علی محمد صحابی و موصی۔ گواہ شد۔ عنایت اللہ خان حنیل۔ گواہ شد:۔ لعل خان گجراتی مشیر قانونی:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷۱۷۱ :- منکہ خدا بخش ولد چوہدری غلام قادر صاحب قوم راجپوت ۔ پیشہ
کاشتکاری عمر ۴۰ سال ۔ پیدائشی احمدی ساکن شکار ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۵/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت جائیداد آجکل کے نرخ
کے مطابق قریباً دو ہزار روپیہ کی بصورت زمین رہن و بیع ہے ۔ یعنی ملکیت و رہن جو میں نے
لی ہوئی ہے ۔ اسکی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اسکے علاوہ بزازی
کا بیوپار تھوڑا سا کرتا ہوں ۔ اسکی آمد سے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں ۔ نیز حضرت اقدس امیر المومنین
کی طرف سے مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار مدرسہ تحریک جدید شکار سے منظور ہوئے ہیں انکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی
وصیت کرتا ہوں ۔ جو بل سے ماہوار ادا ہوا کریگی ۔ اور دو ہزار کا حصہ جائیداد مبلغ دو سو روپیہ قسط وار ا
دا کر دونگا ۔ اگر میری کوئی جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہو یا خدا تعالیٰ مجھے دیدے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی
وصیت ادا کر دوں گا اور صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ اگر میں اپنی جائیداد کا حصہ آمد اور حصہ
وصیت اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا تو بعد میرے مرنیکے میری جائیداد سے وصول کر لے ۔ نیز میری وفات
پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ العبد :- خدا بخش موصی شکار ۔
گواہ شد :- دین محمد موصی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شکار ۔ گواہ شد :- لعل دین زرگر شکار ۔
گواہ شد :- شیر محمد مدرس مدرسہ تحریک جدید شکار ۔

نمبر ۷۳۷۳ :- منکہ دین محمد ولد جھنڈیخاں قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ساٹھ سال
تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن شکار ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۵/۵/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ مبلغ ۵۰۰/- کی ہے جو
میری ملکیت ہو ۔ اور پانصد روپیہ کی رجسٹری عبد الرحیم صاحب والی میرے پاس رہن ہے اور پانصد
روپیہ کی اور زمین میرے پاس رہن ہے ایکسو ساٹھ روپیہ کی اور ایک سو تیس روپیہ کی زمین موازی
۳ مرلہ واقع محلہ دار الرحمت قادیان ہے ۔ مبلغ یکصد روپیہ بطور امانت بذمہ چوہدری خدا بخش صاحب
ساکن شکار ہے ۔ مبلغ دس روپے اپنے پاس موجود ہیں ۔ کل میزان جائیداد بصورت قیمت دو ہزار روپیہ ۲۰۰۰/-
جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کر دی ہے اور اقرار کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں ششماہی وار
ادا کرتا رہونگا ۔ اور مزید آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کیا کرونگا ۔ اگر خدا نخواستہ میں اپنی زندگی میں مبلغ دو صد روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادا نہ کرسکونگا تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ میرے ورثاء سے وصول کرلے۔ میرے اسوقت دو بچے ہیں اور ایک لڑکی ہے جو نابالغ ہیں۔ اگر کوئی اور جائیداد میری وفات پر ثابت ہو، تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا دین محمد موصی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شکار۔ العبد:۔ خدا بخش سیکرٹری مال شکار۔ گواہ شد:۔ بدر دین شکار۔ گواہ شد:۔ بشیر محمد مدرس بیاتی مدرسہ شکار ؂

نمبر ۴۷۵:۔ منکہ دولت بی بی زوجہ ملک گل محمد صاحب قوم اعوان عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۲۹ سنہ ساکن قادیان دار العلوم ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴۴/۴/۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے تویتری طلائی وزن دس تولہ (۲) ٹکہ طلائی ۲ تولہ چھ ماشہ (۳) بگنتیاں طلائی وزن ½۲ تولہ۔ (۴) چوڑیاں طلائی وزن ۴ تولہ۔ (۵) ڈنڈیاں طلائی یکتولہ ۴ ماشہ (۶) سونا ۳ ماشہ ۵ رتی (۷) چاندی ۱۵ تولہ۔ مہر اسمیں شامل ہے۔ اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس مذکورہ بالا جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ دولت بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ ملک گل محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد طفیل خان قادیان ؂

نمبر ۴۷۳:۔ منکہ خورشید احمد خاں ولد احمد حسن خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت فروری ۳۸ سنہ ساکن دھوری ڈاکخانہ خاص ضلع بسی ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴۴/۴/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری مقبوضہ جائیداد ایک مکان واقعہ منڈی دھوری ریاست پٹیالہ ہے جسکی قیمت اندازاً -/۱۲۰۰ روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسوقت میں کاروبار تجارت کرتا ہوں جسکی اندازاً آمدنی مبلغ للعہ روپے ماہوار ہے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت انشاء اللہ ادا کرتا رہونگا۔ آمدنی کے کم وبیش ہونیکی اطلاع سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو دیتا رہونگا۔ حصہ وصیت جائداد مبلغ -/۱۲۰ روپے میں سے للعہ اسوقت ادا کرتا ہوں۔ اور بقایا ماعسہ روپے انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں۔ اور میرے مرنیکے بعد علاوہ اس مکان کے جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء چونکہ تمام غیر احمدی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلئے میرے مرنیکے بعد اگر کوئی تنازعہ کریں تو صدر انجمن احمدیہ قانونی کارروائی کر کے وصول کر سکتی ہے۔ العبد:۔ خورشید احمد خاں موصی دھوری ریاست پٹیالہ۔ گواہ شد:۔ شیخ عبد الغنی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ دھوری۔ گواہ شد:۔ شیخ صدیق احمد دھوری ؎

نمبر ۷۴۵۲:۔ منکہ اُمّ مسعود امجد زوجہ محمود امجد خانصاحب جنجوعہ قوم جنجوعہ عمر قریباً ۲۵ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن ڈنگہ حال سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۵-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے میں اسکے دسویں حصے کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے دسویں حصہ کے وصول کرنیکی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ میں نے حق مہر اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہوا ہے۔ الامتہ:۔ ام مسعود امجد موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد اشرف خاں جنجوعہ ڈنگہ حال سرگودھا۔ گواہ شد:۔ محمد صادق جنجوعہ ڈنگہ حال سرگودھا۔ گواہ شد:۔ محمود امجد خاں جنجوعہ بیرسٹر سرگودھا خاوند موصیہ ؎

نمبر ۷۴۷:۔ منکہ حشمت بی بی زوجہ مستری محمد عبد اللہ صاحب قوم راجپوت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الرحمت ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶-۴-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد میرا مہر مبلغ چار صد روپیہ ہے اور مبلغ یکصد روپیہ کا زیور تھا جو میرے خسر نے اپنے اخراجات میں خرچ کر لیا ہے ان کے ذمہ ہے۔ اسلئے میری کل جائیداد پانچصد روپیہ ہوئی۔ اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ:۔ حشمت بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ عطاء محمد ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد:۔ مستری علیم اللہ خسر موصیہ ؎

نمبر ۷۴۵۷:۔ منکہ امینہ بی بی بیوہ چوہدری محمد خاں صاحب چیمہ قوم چیمہ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن حماد گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۴-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر جو مبلغ -/۳۲ روپے مقرر تھا اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوئی ہوں اسوقت میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ سوائے مبلغ تین صد روپیہ کے کچھ نہیں۔ میں ان روپیہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنیکے وقت میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ :۔ امینہ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :۔ چوہدری عنایت اللہ خاں چک ۸۸ لائل پور۔ گواہ شد :۔ سید عنایت حسین چک ۸۸ ؎

نمبر ۷۴۶۱ :۔ منکہ امۃ القدیر بنت عبد الغفور صاحب قوم احمدی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن سنور ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ /۵/ ۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ تفصیل جائداد حسب ذیل ہے۔ کانٹے طلائی یکتولہ۔ انگوٹھیاں ۲ ۶ ماشہ۔ پن ایک ۷ ماشہ کل وزن دو تولہ ایکماشہ قیمتی مالیعہ۔ مشین سنگر سیکنڈ ہینڈ مالیہ کل مالیتعہ۔ مندرجہ بالا جائیداد منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور انشاء اللہ اپنی زندگی ہی میں ۲/ ادا کرنیکی کوشش کرونگی۔ اگر خدانخواستہ ادا نہ کرسکی تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ میری جائداد سے وصول کرلے۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ اگر میں نے اپنی زندگی میں اور جائداد پیدا کرلی تو اس کی اطلاع بھی صدر انجمن احمدیہ کو دیتی رہوں گی۔ نیز یہ کہ اگر مشین سے سلائی کے کچھ پیسے وصول ہوا کرینگے تو ان کا ۱/۱۰ حصہ بھی ادا کرتی رہونگی۔ انشاء اللہ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ :۔ امۃ القدیر بقلم خود۔ گواہ شد :۔ محمد تقی امیر جماعت احمدیہ سنور۔ گواہ شد :۔ عبد الغفور احمدی والد موصیہ ؎

نمبر ۷۴۵۸ :۔ منکہ اقبال بیگم زوجہ مرزا نذیر علی صاحب قوم مغل عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت خلافت ثانیہ ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ /۵/ ۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ کانٹے طلائی وزن یکتولہ۔ ۲ ٹکہ طلائی وزن یکتولہ۔ نقد -/۵۰ روپیہ۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/۳۲ روپے۔ میں اس کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جسقدر میری جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ :۔ اقبال بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :۔ محمد یوسف افندی مولوی فاضل۔ گواہ شد :۔ مرزا نذیر علی کلرک دفتر مقبرہ بہشتی قادیان خاوند موصیہ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوجرانوالہ ضلع

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
رُبع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں، اس لئے قیمت پچیس ۲۵ روپے کردی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصہ
شہادۃ القرآن	نسیمِ دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لُجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں، آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان